

ہفت روزہ

8/24

خدا مِلّین

بیادگار
شیخ الفیض حضرت مولانا محمد علی
شیراز دارالمدینہ لاہور

موجودہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۲ء

یٰ اَیُّهَا الْمَدِیْنَةُ الْخَبْرُ خَدَا مِلّیْن (الہوم)

ہدیہ ۲۵ پیسے

خدا مالدین

(لاہور)

جلد ۸	جلد ۱۲	جلد ۱۳	جلد ۱۴	جلد ۱۵
جلد ۱۶	جلد ۱۷	جلد ۱۸	جلد ۱۹	جلد ۲۰

پاکستان و ہندوستان میں۔

سالانہ ۱۱ روپے

شش ماہی ۶ روپے

سہ ماہی ۳ روپے

نی پرچہ ۱۵ روپے

• سعودی عرب • حکومت • ایٹن

• انڈینہ • ملایا • ہانگ کانگ

• انڈینہ • ملایا • ہانگ کانگ

• انڈینہ • ملایا • ہانگ کانگ

• انڈینہ • ملایا • ہانگ کانگ

• انڈینہ • ملایا • ہانگ کانگ

• انڈینہ • ملایا • ہانگ کانگ

• انڈینہ • ملایا • ہانگ کانگ

• انڈینہ • ملایا • ہانگ کانگ

• انڈینہ • ملایا • ہانگ کانگ

• انڈینہ • ملایا • ہانگ کانگ

• انڈینہ • ملایا • ہانگ کانگ

• انڈینہ • ملایا • ہانگ کانگ

• انڈینہ • ملایا • ہانگ کانگ

• انڈینہ • ملایا • ہانگ کانگ

• انڈینہ • ملایا • ہانگ کانگ

• انڈینہ • ملایا • ہانگ کانگ

• انڈینہ • ملایا • ہانگ کانگ

• انڈینہ • ملایا • ہانگ کانگ

• انڈینہ • ملایا • ہانگ کانگ

• انڈینہ • ملایا • ہانگ کانگ

• انڈینہ • ملایا • ہانگ کانگ

عالم اسلام

نے مصر سے علیحدگی اختیار کی اور جب برطانوی فوج فلسطین کے راستے اردن آ پہنچی تو جانے والے جان گئے کہ حریت پسند عربوں پر سامراجی قوتوں کا یہ دوسرا کامیاب وار تھا۔ اور پھر جب سعودی عرب نے مصر کے خلاف بیان بازی کا آغاز کیا، خلافت کعبہ داہیں کیا اور جامعہ ازہر کے مقابلے میں عربیہ لے تیرسٹی کے قیام کا اعلان کیا تو حقیقت بین نگاہیں فوراً بجا پ گئیں کہ سامراجی طاقتوں کا یہ حملہ اور کامیاب ترین وار ہے جو وہ عرب اتحاد پر کر سکتے تھے۔ مزید برآں شاہ سعود کو ان عناصر کو اپنے گرد جمع کرنا جو کسی دہائی صورت میں امریکی ہاک کے نقیب ہوں ہمارے مکہ نگاہ کو مزید تقویت دیتا ہے۔

بہر حال اختیار کی درون پردہ سازشوں اور ریشہ دوانیوں کے پٹ جب عرب اتحاد پارہ پارہ ہو گیا اور صاف واضح ہو گیا کہ یہ خواب اب کسی شکل میں بھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا اور نہ عالم اسلام کی قوت جمع ہو کر مغربی سامراج پر اثر انداز ہو سکتی ہے تو انہوں نے موقع شناسی سے کام لیتے ہوئے اور اس صورت حال سے فائدہ اٹھا کر اسرائیل کی امداد کا دھنگنا اٹھا کر دیا۔ جس پر ہمارے ملک کے مؤثر روزنامہ 'امروز' نے مقالہ سپرد قلم کرتے ہوئے رائے دی ہے کہ امریکہ نے مشرق وسطیٰ کی سیاست میں نہایت خطرناک اور غلط قدم اٹھایا ہے۔

خدا جانے اسلامی ممالک میں اختیاری سازشیں کیا کیا عمل کھلائیں گی؟ امام یونس کے خلاف حامیہ لیاوت اور ایٹمنس کا انہیں ممالک کے گھاٹ اتار دینا تو کچھ نتائج و عواقب کی فحاشی کرتا ہے۔ پھر

عالم اسلام کے بارے میں جس خبر اس ہفتے آئی ہے وہ حمایت اضطراب انگیز ہیں۔ امریکہ نے فلسطین کی یہودی حکومت کو نیشنل دینے کا اعلان کر کے درحقیقت عربوں کے جذبات سے کھیلنے کی کوشش کی ہے اور ان کے نظریات و احساسات کی کھل کھلا توہین کی ہے۔ اور ہم دونوں کے ساتھ کر سکتے ہیں کہ اس کے نتائج مشرق وسطیٰ میں کسی بھی صورت میں کچھ بہتر ثابت نہیں ہو گئے۔ باورچیجے کہ ہم روزنامہ کو کوئی دینار مسلمان تعزیر نہیں کرتے نہ ہی ان کے مذہبی نظریات کو کھینچا احسان دیتے ہیں۔ دین کے بارے میں ان کی حریت پسندانہ سرگرمیاں ہمارے لئے واقعی سواہن روح ہیں اور ہم انہیں یقیناً قابل تعزیر بھی سمجھتے ہیں لیکن جہاں تک عربوں کے اتحاد اور یوپیوں اور مغربی ممالک کی ریشہ دوانیوں کے مقابلے میں ان کے رویے اور جرأت مندانہ و فٹنڈانہ اقدامات کا تعلق ہے ہم بہر حال انہیں اس معاملے میں غفلت اور عرب ممالک کا بھی خواہ خیال کرتے ہیں۔

ابتداءً جب ان کی کوششوں کے باعث عربوں میں بغیر اور محبت کی روح دھری، اتفاق و اتحاد کی داغ بیل پڑنے لگی اور ہم نے دیکھا کہ مغربی طاقتوں سیاست کے چبے چبے دکھائی دیتے ہیں اور ان کی دال گئی نظر نہیں آتی تو ہمارا ماتھا اسی وقت ٹھنکا تھا کہ مغربی ممالک اس اتحاد کو کبھی برداشت نہیں کر سکیں گے اور وہ کوئی خطرناک چال پل کر اس اتفاق و اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ چنانچہ اس کی ریشہ دوانیاں پہل مرتبہ اس وقت رنگ لائیں کہ جب شام

شاہزادہ حسن کا امریکہ میں بیٹھ کر باغیوں کو جنگ کا اٹلی میٹم دینا اور بعد ازاں یمن میں داخل ہو کر قبائل کی مدد سے صنعاء کی طرف پیش قدمی کرنا کس صورت حال کی بھاری کرتا ہے؟ امریکہ اور انگلستان کا در پردہ شاہزادہ حسن کی بیٹھ بٹھکانا اور دوسری طرف مصری اور دوسری حکومتوں کا تازہ فوجی حکومت کو تسلیم کر کے یہ اعلان کرنا کہ یمن کے اندرونی معاملات میں کسی طاقت کی مداخلت برداشت نہیں کی جائے گی۔ کس قرائن و آثار کا آئینہ دار ہے؟ یہ سب باتیں اہل اسلام اور ممالک اسلامیہ کے لئے غور طلب ہیں۔ برطانیہ اور مغربی ممالک تو اس لئے منصوب ہیں اور یہ صورت حال اس لئے ان کے واسطے تقویت انگ ہے کہ برطانوی مقبوضہ شہر کا عدن کے منتقل آزاد اور مقبوضہ حکومت کا وجود مغربی اقوام کی سیاست کے لئے سخت خطرناک ہے۔ لیکن اگر دیکھا جائے تو ان حالات و واقعات کی تماشہ و ممداری دراصل اقوام مغرب پر ہی غلبہ ہوئی ہے کیونکہ یہ صورت انہیں کی ریشہ دوانیوں کا رنگ اور اثر ہے۔

اسے یاد رکھیں کہ امریکہ سے ہم روپے جہاں ڈاک سے ۴ روپے جہاں ڈاک سے ۸ روپے شورش برودی ممالک کے لیے چھ ماہ سے کم عیاد کے لیے پرچہ جاری نہیں کیا جائے گا۔

آفتاب نبوت

حضرت مولانا بشیر احمد صاحب کے مضمون آفتاب نبوت شائع شدہ مؤرخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۶۷ء متعلق کچھ حضرت نے وضاحت طلب کی ہے۔ آئندہ شمارہ مؤرخہ ۱۹۶۷ء میں اس کا جواب عرض کر دیا جائے گا۔ (بخاری)

مؤرخہ ۴ اکتوبر ۱۹۷۳ء بروز جمعرات

بطابق ۴ جمادی الاول ۱۳۹۴ھ

جائیں حضرت شیخ التفسیر مولانا عبد اللہ افرغیہ العالی نے
مذہب ذیل تقریر مجلس ذکر کے بعد ارشاد فرمائی۔ (شاہ جہاں نظر)

نارِ جہنم سے بچو!

مرتضیٰ خاں الدسیلی

کثرت سے کرنا چاہئے۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ
شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللَّهِ
حَقًّا عَلَيْهِ الْمَنَاقِبُ (رواه مسلم)

حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے۔
کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے سنا ہے۔ آپ ارشاد فرماتے
تھے کہ جو کوئی شہادت دے کہ اللہ
کے سوا کوئی حادثہ و زندگی کے لائق
نہیں اور محمد اس کے رسول ہیں تو اللہ
نے اس شخص پر دوزخ حرام کر دی۔

یہاں توحید و رسالت کی شہادت سے
مراود دعوت اسلام کو قبول کرنا اور اس پر عمل
پیرا ہونا گیا دوسرے نفلوں میں یہ کہا گیا ہے
اللہ ۱۱۱ اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت پڑے
اسلام کو اپنے اندر رکھتے ہوئے ہے جس نے
یہ شہادت سمجھ سمجھ کر دی وحقیقت اس
نے پورے اسلام کو اپنا دین بنایا۔ اب اگر
جتنا حصہ بشریت اس سے کوئی کرتا ہی ہو بھی
جائے تو توبہ وغیرہ سے اس کی تلافی کرنے پر
انشاء اللہ عذاب الہی سے محفوظ رہے گا۔

یہاں توحید و رسالت کی شہادت سے
مراود دعوت اسلام کو قبول کرنا اور اس پر
عمل پیرا ہونا ہے۔ لہٰذا بیچ بچ مقصود دینیں
ہے جب اس بات کا یقین ہو جائے کہ ہمارا
خالق و مالک صرف ایک اللہ تعالیٰ کی ذات
ہے۔ وہی ہماری آرزوں کا پورا کرنے والا۔
مشکل کو حل کرنے والا، مصیبت کے وقت
کام لے کرنے والا ہے اور اس کے سوا ہمارا کوئی مددگار
نہیں اسی کی عبادت ہے اسی کے آگے سجدہ
جائز ہے اور کسی کی عبادت نہیں کوئی اللہ
تعالیٰ کی ذات کے سوا سجدے کے لائق نہیں
اگر اس بات کا کوئی یقین ہو جائے پھر اللہ
تعالیٰ کی ذات کو حاضر ناظر جان کر انسان کا بدن
سے بچتا رہے اور اللہ کی جان کا پانچ دقت
کی نماز، روزہ، دُکرو شکر میں مشغول رہے
تو قیلتاً جنت میں جائے گا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله وحده وصلى على عباد الله الذين اصطفى
(ما بعد)

ہم یہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے
جمع ہوتے ہیں۔ دراصل یہ پردا حضرت محمد اللہ
علیہ نے نکالا تھا۔ وہی اس کے باغیان تھے۔
اب وہ چلے گئے ان کی بڑی خواہش یہ تھی کہ
یہ ذکر الہی کا طریقہ ہمیشہ جاری رہے انھوں نے
اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم سے کہ حضرت کی وفات
کے بعد بھی آپ حضرت دوز داؤز سے اللہ
تعالیٰ کے ذکر کے لئے یہاں جمع ہوتے ہیں۔

حضرت کی ذات بابرکات پر اللہ تعالیٰ
کا خاص فضل و کرم تھا۔ قدرے وقت میں
بہت زیادہ کام کر لیتے تھے۔ حضرت مولانا
عبد اللہ سندھی مرحوم نے حضرت سے فرمایا
کہ احمد علی علمائے کرام قرآن کی طرہ ہندی
طریقہ پر توبہ دیتے ہیں۔ وہ کہاں کے پیچھے
گئے رہتے ہیں تم مجھ سے بیعت کرو کہ ساری
زندگی قرآن مجید کی خدمت کرتے رہو گے اور
نہارا رسول بالذات قرآن کی تعلیم ہوگا حضرت
فرماتے تھے کہ میں نے مولانا سندھی مرحوم
سے وعدہ کر لیا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے
کہ اُس نے اس وعدہ کو نبائتے کی توفیق
دی۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن۔ کس
درس کا بھی نام نہ لیا۔ یہاں میں بھی قرآن کا
درس مابری رہتا تھا۔ ایک مرتبہ پیری جہاں میں
سفر فرمایا ساتھ دن مختار لھر سے عصر
تک پہلے اردو میں پھر سندھی اور فارسی میں
درس قرآن دیتے رہے۔ ہمارا کھانا پینے
کا ملکہ بے نیاز تھا۔ حضرت کے تقویٰ کا یہ
حال تھا کہ سات دن کچھ نہ کھایا۔ اس نے کہ
کھانا بے نماز کے ہاتھ سے تیار ہو جائے۔
آج کل لوگ سیاسی جماعتوں کے لئے
کھتے ہوتے اور مشیت دار اصلاص معتقد کرتے ہیں
تو ہم رضا الہی کے لئے اللہ اللہ کرنے کے لئے
ہر جمعرات کو کیوں اکٹھے نہ ہوں ہیں خود
اللہ تعالیٰ کی ذات کو خوش کرنے کے ذکر الہی

در اصل جنت میں ایمان لے جائے گا لیکن
ایمان کو غرور اور صیغ سلامت رکھنے کے لئے
اعمال کی بے حد ضرورت ہے۔ حضرت مولانا عبد اللہ
سندھی مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ اگر آپ کا
ایمان آپ کو نماز پڑھنے کے لئے نہیں کہتا
دورہ سے دور رکھتا ہے۔ بیچ کو گرم گرم بستر
پر سوئے رہنے کو کہتا ہے تو آپ کا ایمان
بہت کمزور ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان
پختہ رہتا۔ تو بھی اللہ تعالیٰ کی جان بچہ کرنا وہی
کا مرکب نہ رہتا۔

حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: حَتَّى
تَبْرُقَ الصَّلَاةُ مُشْتَعِلًا أَفْئِدَ كَفَرَى۔ جس نے جان لیو
کہ ایک نماز چھوٹی وہ کافر ہو گیا۔ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم بے نماز تو کیا ایک نماز دانستہ چھوڑنے
والے کو کافر فرماتے ہیں۔ اگر حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے پیاسا عشق و محبت ہے اور اللہ تعالیٰ
کی ذات پر کامل یقین ہے تو یہ ناگہان ہے۔
کہ ہم نماز نہ پڑھیں اور سینا دیکھیں، ایسے ایمانی
اور دینیات کریں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ہم سب
کو اپنی یاد اور صریح معنوں میں عبادت کرنے
کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کا حاصل یہ نکلا کر:
توحید و رسالت کی شہادت سے مراد
دعوت اسلام کو قبول کرنا اور اس پر عمل پیرا
ہونا ہے۔ گویا دوسرے ایمان میں یہ کہا گیا ہے کہ
لا اِلهَ اِلَّا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت پڑے
اسلام کو اپنے اندر رکھتے ہوئے ہے جس نے
یہ شہادت سمجھ سمجھ کر دی، وحقیقت اسی ہے
اسلام کو اپنا دین بنایا۔ اب اگر بیعتا علمائے بشریت
اس سے کوئی کرتا ہی ہو بھی جائے تو اللہ تعالیٰ
سے صفائی مانگے پر اشاء اللہ عذاب جہنم سے
محفوظ رہے گا۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَ
اسْتَجَبَلْ تِلْكَ وَكَانَ ذَلِكُمْ حَتَّى وَذَلِكَ الْمُسْتَجِبُ
الَّذِي لَهُ دَعَا اللَّهُ وَذِكْرُهُ رُسُولُهُ فَلَاحَ
تَحْفِظُوا اللَّهَ فِي ذَمِّهِ (رواه البخاري)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا۔ جو کوئی ہماری طرہ نماز پڑھے
اور ہمارے تہجد کی طرہ رُخ کرے
اور ہمارا ذمہ کھائے۔ پس وہ مسلم
ہے۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ کی امان
ہے اور اللہ کے رسول کی امان اور
سورتم اس سے عذر کو نہ توڑو۔

آج کل ہمارے ملک میں ایک فساد برپا ہے
(بانی ص ۱۰۰)

کی طرف متوجہ کرے اور بُرائی سے روکے۔

اسلام پر جینا اور اسلام پر مرنے

مذکورہ بالا آیات قرآنی میں اسی نظریے کے پیش نظر مسلمانوں کو اللہ رب العزت کی طرف تفتیش کی گنجی ہے۔ اور یہ پروگرام انہیں دیا گیا ہے کہ ہر مسلمان کے دل میں پڑا ڈر خدا کا ہونا چاہیے کہ اپنے منظور بھر پرین گاہی و تقویٰ کی راہ سے نہ بٹے اور ہمیشہ خداوند قدوس دلائل سے استقامت کا طالب رہے۔ جسے قرائن و تقویٰ الہی کے تحت اور اسے قرائن و تقویٰ اسلام کے مطیع زندگی اور امت دونوں کی ضرورتوں سے مسلمانوں کو اللہ کے تابع فرمان بنو کر رکھنا ہے۔ چنانچہ کوئی حرکت مرنے سے نہ تنگ مسلمان کے خلاف اس سے رو نہ ہونی چاہئے۔ اور یہی ایک مسلمان کا فہم ہے مقصود ہے کہ وہ اسلام جسے اور اسلام پر مرنے۔

اعتصام بحبل الله يمسك بالقرآن

اسلام کو اپنانے کے لیے اب مسلمانوں کو اپنے دستورِ حیات سے خشک رہنے اور اس کے پابندی کی ہدایت کی گئی ہے۔ کہ اس کے بغیر ان کی بقا و نمائندگی میں سے ہے۔

خداوند تعالیٰ نے تدبیر بتائی ہے جسے اختیار کر کے امت مسلمہ دشمنوں کی سازشوں اور شر و فساد سے بچ سکتی ہے یعنی یہ کہ تمام افراد امت مجموعی طور پر اتحاد و اتفاق کے ساتھ اللہ کی رسی (قرآن اور شریعت اسلامیہ) مضبوط تھامے رہیں۔ یہ رسی ٹوٹ تو نہیں سکتی ہاں چھوٹ سکتی ہے اگر سب علی گروہ ہوں تو تھ سے پکڑے گئے ہوں گے تو تھامے ہیں کوئی شیطانی قوت کامیاب نہیں ہو سکتی کہ کوئی عداوتِ شیطانی تمہیں بے راہ نہ گرا دے نہ کہ کوئی اور انفرادی زندگی کی حمایت اجتماعی قوت کی بغیر نازل اور اپنی تخیل ہوسکائی ہے۔

یاد رکھو! تسک بالقرآن ہی وہ چیز ہے جس سے بکھری ہوئی قلوب جمع ہوجاتی ہیں۔ اور ایک مردہ قوم تازہ زندگی حاصل کرتی ہے۔ محترم حضرات! قرآن کریم کو گنہگار کا حکم اللہ عزوجل نے دیا ہے اور یہ ایسا نسخہ ہے جسے استعمال کرنے سے قوم کی تمام سیاسی، معاشی، سماجی، اخلاقی اور دیوبستی غریباں دور ہوجاتی ہیں۔ قرآن عزیز اس دنیا میں کامیابی کا پیغام دیتا ہے اور دوسری دنیا میں سرفروزی و کامیابی کا وعدہ کرتا ہے۔ اس کی تعلیم

خطبة يوم الجمعة ٥ جمادى الأولى ١٣٨٢ هـ أكتوبر ١٩٦٤ م

اتحادین المسلمین

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ آوری مدظلہ العالی

معزز حضرات!

اسلام کے ظہور سے قبل عرب کی زمیں قتل و غارت کا گمراہہ بنی ہوئی تھی۔ ریگستان عرب میں جان و مال کی قیمت بڑی ہی ارزاں اور سستی تھی۔ عرب کے باشندے تہذیبی تمدن اور اخلاق و معاشرت سے قطعی نا آشنا تھے۔ باہمی غلو و محبت اور محمدی و انسانیت کا ان میں نام و نشان بھی نہ تھا۔ کفار کی چٹوڑ سے ایک جملے تہمتی بلند ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے اقصائے عالم میں پھیل گئی۔ وہ آواز دہلاؤں اسلام کے دہائی اور پیغمبر اسلام کی آواز تھی جس نے جانوں، جیشوں اور کیم و حیثیتوں کو یہ بتایا کہ انسان اپنے فعل میں اس قدر مختار نہیں ہے جتنا کہ انہوں نے سمجھ رکھا تھا اور یہ کہ انسان کے افعال کا ایک منگہبان بھی ہے جسے خدا کہتے ہیں۔ پس اس آواز پر جو بھی کہتا ہے اور اس خدا سے وحدہ لا شریک کے تہذیبوں پر ایمان و یقین رکھتا ہے جانے کہ اُسے تقویٰ کی راہ اختیار کرنا ہوگی کیونکہ اس کے بغیر اسلامی خصوصیات اور پاکیزہ زندگی کا پیدا ہونا محال ہے۔

اسلام نے بتایا کہ انسان انسان سے
قتل و غارت گری کے رشتے میں منسلک نہیں
ہے بلکہ ان کے درمیان اس سے بمنز رشتہ
ہے اور وہ رشتہ باہمی خلوص و محبت
انومت کا رشتہ ہے اور یہ رشتہ بھی اسی
صورت میں قائم رہ سکتا اور استوار ہو سکتا
ہے کہ دلوں میں خوف خدا کا غلبہ ہو اور
تمام انسان ایک ہی ضابطہ حیات و لائحہ عمل
و دستور زندگی اور نظام حیات کے پابند ہوں
پھر تقویٰ، اتحاد و اتفاق، قوی زندگی، انومت،
اور دوسری عام خوبیاں اسی وقت باقی رہ
سکتی ہیں جب ان میں ایک جماعت دعوت
تبلیغ کے لئے قائم کرے۔ جو اپنے قول و
عمل سے دنیا کو اُس ضابطہ خیر کی طرف
بلائے جس پر خود عمل پیرا ہیں۔ اور جب دیکھے
کہ لوگ نیکی سے غفلت کر رہے ہیں اور برائیوں
میں مبتلا ہو گئے ہیں تو وہ جماعت انہیں عملانی

[illegible]

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو جیسا کہ اس سے ڈرنا چاہیے اور نہ مرد ایسے حال میں کہ تم مسلمان ہو اور سب علی کر اللہ کی رستی مضبوط پکڑو اور پھوٹ نہ ڈالو اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جبکہ تم آسمان میں دشمن تھے۔ پھر تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی پھر تم اس کے فضل سے بھائی بن جائی ہو اور تم ان کے گھر سے گھر کے گھر سے بدلتے ہو۔ پھر تمیں اس سے نجات دی۔ اسی طرح تم پر اللہ نے نشانیاں بیان کرنا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ اور چاہئے کہ تم میں سے ایک جہالت ایسی ہو جو نیک کام کی طرف بلائی رہے اور اچھے کاموں کا حکم کرتی رہے اور دوسرے کاموں سے روکتی رہے اور وہی رنگ نجات پاتے رہے۔ ان لوگوں کی طرح بنو جو متفق ہو گئے۔ بعد اس کے کہ ان کے پاس واضح احکام آئے انہوں نے ان کے ساتھ کیا۔ ان کے لئے بلا عذاب ہے

انسانی زندگی کے تمام پہلوئوں پر حادی ہے۔
کلام اللہ ہمارے انفرادی اور اجتماعی تمام
مسائل کا حل بناتا ہے۔ خوش وہ ایک مکمل
دستور حیات ہے اور مسلمان قوم کی گامیانی
و سر بلندی کا راز اس کی پیروی میں چھپا ہے
لیکن منک باقران کا یہ مطلب نہیں کہ
اسے اپنی خواہشات و آراء اور اہوا کا
تختہ مشفق بنا کر قوم کو تفرقہ بازی میں مبتلا
کر دیا جائے۔

قرآن عزیز کا مطلب معتبر وہی ہوگا جو
اسامیت بھیجی اور سلط صائین کی تنقید
تصریحات کے عین مطابق ہو اور قرآن عزیز
کا یہ مطلب امت مسلمہ میں اجتماع و ائلاف
کا باعث بنے گا۔ انتشار و تفرقہ بندی دور
ہوگی۔ صلحی و بیگانی اور تفرقہ و پرگندگی
کی تاریکیاں رخصت ہو جائیں گی اور اتحاد
و اتفاق کی روشنی امت کا احاطہ کرے گی۔
یہ بات بھی سچھی دھجھوٹا چاہئے اور
مشاہدات و تجربات کی دنیا میں یہ بات پائے
ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ اشتات و انتشار
کی حالت جب مادہ پر طاری ہوتی تو
سکون کی جگہ فساد اور وجود کی جگہ عدم و فنا
کا اس پر اطلاق ہوتا ہے۔ سیم پر طاری ہوتی
ہے تو اس کا نام پہلے بیماری اور پھر موت
ہے۔ اعمال پر طاری ہوتی ہے تو اس کو
قرآن حکیم اپنی اصلاح میں عمل سود اور
عسیان و فطیان سے قیہر کرتا ہے اور
پھر یہ چیز ہے کہ جب قوموں اور امتوں
کی اجتماعی زندگی کو اپنی پیٹ میں لیتی ہے
تو دنیا دہشت ہے کہ اقبال کی جگہ اوبار،
عروج کی جگہ تسفل، ترقی کی جگہ تنزل و غلت
کی جگہ ذلت، حکومت کی جگہ عظمیٰ اور
بالآخر زندگی کی جگہ موت اس پر چھا جاتی ہے۔
قرآن حکیم نے اسی وجہ سے اجتماع و
ائلاف کو جا بجا اور برلا طور پر قومی زندگی
کی سب سے بڑی بنیاد اور اس لئے انسان
کے لئے اللہ کی جانب سے رحمت و نعمت
قرار دیا ہے اور اس کو احصاء بجمل اللہ
کی تعبیر عظیمہ سے موسوم کیا ہے۔

اخوت۔ تذکار احسان

امت مسلمہ میں سب سے پہلے اسلام
قبول کرنے والوں یعنی اہل عرب کو مخاطب
کر کے کہ وہ اسلام سے جلی جالبیت میں
ڈوبے ہوئے تھے۔ شرک و بت پرستی اور
یکہ و عداوت میں مبتلا تھے، ایک دوسرے
کو خرد کر کے مارتے تھے، ہمارے لئے

کا دشمن تھا، جیگس اور خونریزیاں عام تھیں
اور وہ انسانیت کے درجے سے گر کر
دردنوں کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ خلافت
قدس نے اپنا احسان جتلیا اور پھر جبر و
جہم سے خطاب فرمایا۔
اللہ کا یہ احسان یاد کرو کہ کسی غم یا
نعمت سے جس سے سر فراز کئے گئے۔ تمہارا
یہ حال تھا کہ بالکل بکھرے ہوئے اور ایک
دوسرے کے دشمن تھے۔ اللہ نے تم سب
کو باہم ملا دیا اور اکٹھا کر دیا۔ پہلے ایک
دوسرے کے دشمن تھے۔ اور اب بھائی
بھائی ہو گئے۔ اس کے بعد فرمایا کہ اشتات
و انتشار کی زندگی کو بقاء و قیام نہیں ہو
سکتا۔ وہ بلائی ایک آگ ہے جس کے
دیکتے ہوئے شعلوں کے اوپر کبھی قومی
زندگی نشوونما نہیں پا سکتی اور تمہارا حال
تھا کہ آگ کے دیکتے ہوئے گڑھے کے
 کنارے کھڑے تھے۔ لیکن اللہ نے تمہیں
بچا لیا اور اپنے فضل و رحمت کی نشانیوں
اس طرح کھولتے ہے تاکہ گامیانی کی راہ
پا لو۔

در حقیقت صدیوں کے اختلافات کا
اٹھ جانا، نزاعات اور جھگڑوں کا خاتمہ،
لڑائیوں کا اسلحہ، جذبات کینہ و انتقام کا
خروج جانا، مثالی امن کا قیام ہو جانا، بیخیزوں
کا گلہ بان ہو جانا، ریزوں کا محافظ جان و
مال کے لقب سے لقب ہونا، دشمنان جان
کا ایمانی و قلبی انحراف (بھائی) ہو جانا اور تمام
جزیرہ مناسے حرب میں ایک ہی کھربان پرو
ایک ہی اعتقاد دل میں، ایک ہی دولت دار
میں، ایک ہی مقصد کی تہذیب اور سب کا
ایک ہی مسجود و معبود کو مستحق عبادت
و استغاثت سمجھ لینا، ایک ایسی نعمت
عطیٰ اور رحمت عظیمہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس
کا بطور تذکار احسان ضرور ذکر فرمائے اور
اسلام اس خصوصیت کو اپنے شرف و برتری
کی دلیل قرار دے۔

بزرگانِ محترم! اخوت اسلامی جن کا
بانی اسلام ہے وہ محبت ایمانی کے اس
جذبات کا نام ہے جس کی بنیاد و منفعت الی
پر ہے اور نہ لذت نفسانی پر۔ اور یہی وہ
اخوت ہے جو اغراض سے بالاتر اور اذیت
کے اثر سے فز تر ہے۔

ذرا مہلان احمد تک نفاذ علی کو وسیع
کیجئے اور دیکھئے کہ بادشاہ دو جہان کی بیوی
چیت کی ملکہ، مومنین کی مال طیبہ عائشہ صدیقہ
سے رحمت و دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پیار

سے عمیر فرمایا کرتے تھے۔ پانی کی مشک کدے
پر اٹھاتے ہوئے ہے اور فرزندان اسلام کو
پانی پلا رہی ہے۔ زمخیں کے منہ میں قطرہ
قطرہ ٹپکا رہی ہے۔ کیا کسی دنیوی بادشاہ
کی کدے نے بھی ایسا کام کر دکھایا ہے؟
ایک صحابی کی سفوف حدیثیہ اور حدیثی
ہیں کہ وہ میلان یروشک میں اپنے زمخ
بھائی کی تلاش میں نکلا۔ پانی ساتھ لے گیا
تھا، بھائی کے پاس پہنچ گیا۔ اسے پانی پلانے
کو تھا کہ دوسرے زمخ کی آواز آئی۔ آؤ!
زمخ نے بھائی کو اشارہ کیا کہ پہلے اُسے
پلاؤ۔ وہ اس کے پاس پہنچا دیکھا کہ ہشام
بن العاص ہیں رضی اللہ عنہ۔ انہیں پانی
پلانے لگا تو تیسرے زمخ کی ہی آواز آئی
اس نے کہا پہلے اُسے پلاؤ۔ اُس کے
پاس پہنچا۔ وہ اللہ کو پیارا ہو چکا تھا۔
واپس آیا تو ہشام کو پایا کہ سخت کوسدار
گیا۔ بھائی کی طرف لپکا تو دیکھا کہ وہ بھی
جام مہر کو سرور حاصل کر چکا تھا۔

میلانِ حبیب، زمخ اور بخزی سانس اور
اپنے اپنے نفس کے مقابلے میں دوسرے بھائی
کا جو خون کا بھائی نہیں بلکہ ایمان کا بھائی
ہے۔ یہ احترام، یہ تعظیم اسلام کے سوا
اور کہاں نظر آ سکتا ہے؟
افسوس ہم نے بزرگوں کے کارناموں کو
یکسر بھلا دیا اور تعلیمات اسلامی سے
روگردانی اختیار کر لی۔ روز اسلام اور
فرزندان اسلام کی شاندار تعلیمات و روایات
کی مثال پیش کرنے سے تاریخ عالم قطعاً
پر تاقصر ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ
بزرگوں کی روایات اور تعلیمات اسلامیہ کے
احیاء و ہلکا کے لئے ایک حکمت ہو جو
اسلام کی ابدی توحیدوں اور تعلیمات کو باہر
کرے اور فلیفہ دھوت و دارشاد و سرخام
سے۔ قرآن عزیز نے بھی اس محبت و
ضرورت کی نشاندہی کرتے ہوئے ارشاد
فرمایا ہے۔

لَقَدْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ لَّعَنَةً مِّنَ الْمَلَأِئِكَةِ
يَا مَعْزُونِينَ رَبِّكَ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ
دُخَانًا مُّطْبُوعًا

اور چاہئے کہ تم میں ایک ایسی محبت
رہے جو بلائی رہے نیک کام کی
طقت اور اچھے کاموں کا علم کرتی
رہے اور بُرائی سے منع کرتی رہے
اور وہی لوگ اپنی مراد کو پہنچنے
والے ہیں۔

شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ

الحی اَجَلِ مُصَنِّعِ۔ اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے گناہوں پر دنیا ہی عزت کرتا اور سزا دیتا تو سب سے پہلے ہر کوئی جاندار بھی زندہ نہ رہتا مگر وہ اپنی حکمت سے ایسا نہیں کرتا بلکہ جرموں کو ہلاکت دیتا ہے کہ وہ اپنی اصلاح کر لیں۔

منزل عالمی یکسانی کے لئے درد و غم لاپرواہی اور

ضروری ہے

ہر آفت و مصیبت ہماری سیرت کے کسی نہ کسی نفع کو رفع کرتی ہے اور معلمِ حقیقی کی طرف سے تنبیہ ہوتی ہے جو ہمیں اپنے ناقص و خدام کی طرف متوجہ کرتی ہے اور ان کی اصلاح کا موقع دیتی ہے۔ غفلت سے نکال کر کور کی طرف ہمارا رخ پھیرتی ہے اور حق تعالیٰ کے ساتھ قیامت بڑھتی ہے۔ مصائب کے ذریعہ ایمان کی میل پھیل صاف ہو جاتی ہے۔ درد و غم کا وجود اس پرستارِ کائنات میں ہے مٹی نہیں ہے یہ خیر کی منزل تک لے جانے کا قوی ذلیہ ہے دلوں اور دہقانوں کو ایسے اعمال کی طرف متوجہ کرتے ہیں اور اصلاح کا ذریعہ بنتے ہیں۔ مصیبت سے قلب میں وہ نیکی پیدا ہوتی ہے جو سیکڑوں مجاہدوں سے بھی پیدا نہیں ہو سکتی۔ برسوں کے مجاہدات سے باطن کو وہ نفع نہیں پہنچتا جو ایک ساعت کے سوز سے پہنچتا ہے۔ غم سے نفس کو تکلیف ضرور ہوتی ہے۔ لیکن روح میں در پیدا ہوتا ہے اور ایمان میں پختگی پیدا ہوتی ہے۔ دنیا کی مصیبتیں ظاہر میں زخم ہیں لیکن حقیقت ترقی کا ذریعہ ہیں۔ باری ہر ناکامی میں ایک حکمت ہے۔ دلی مضطرب جھجکاؤں کی غلط متوجہ ہوتا ہے جب مصیبت آتی ہے تو انسان کی غفلت اس کو اللہ تعالیٰ کا دروازہ کھٹکھٹانے پر مجبور کرتی ہے مصائب و تکالیف کا ذہن انسان کو سرکش بنا دیتا ہے اور اس کے دماغ میں ذہنیت پیدا کرتا ہے۔

بلا چھوڑنے سے بلا نعت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

جب کشتی مصائب و آلام کے بحر میں گھوڑ ہو جائے اور سیرت و اس تمہاں سہرا جہات کو لوٹنے کے درپے ہو اور نفوس و دہراں کی لہریں تمہارے قلب میں قیامت برپا کر رہی ہوں، دل بیٹھا جا رہا ہو اور دنیا تمہاری نظروں میں تارک ہو جاتے تو میرے کام و اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو سامنے رکھو کہ اِنَّ اللہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ۔ انسان کا یہ یقین کہ اللہ تعالیٰ سب اور میر ہے۔ اس کی ہر حالت کو دیکھتا ہے اور اس کی ہر کار کو سنا ہے۔

مصائب کا نزول ہمارا اعمال و افعال کا نتیجہ ہے

مصاب غلام حسین صاحب ناظم انجمن خدام اللہ تعالیٰ

آئینہ نیکو و نیکو خاتون کیجئے۔ جو ہم مصیبت آتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کئے ہوئے کاموں سے آتی ہے اور بہت سے گناہ تو اللہ تعالیٰ معاف ہی کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمہ خیر ہے، خیر مطلق ہے، خیر نہیں ہے۔ وہ کبھی کسی پر ظلم نہیں کرتا، ظلم اس کی شان کے مٹا ہے۔ تو اس کو کسی کے ساتھ عدوت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا سب سے زیادہ خیر خواہ ہے۔ ہم خود اپنی ذات کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔ اور ہم خود اپنے اذیت و ظلم کرتے ہیں۔ ہمارے سارے درد و الم ہمارے اپنے ہاتھوں کی کمائی کا نتیجہ ہیں۔ ہماری مصیبت گناہ اور بدکاری اور ہمارے نامِ اخلاق کا نتیجہ درد و غم اور سوز و الم کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اسی اصول کی تفسیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تَحْتَ اَسَاطِرِ اَحْصَانِکُمْ دَرَدٌ عَلَیْکُمْ، یہ تمہارے ہی اعمال ہیں جو تم پر لوٹتے جاتے ہیں یعنی میرے اعمال کرتے ہو۔ ویسا ہی بدلہ دیا جاتا ہے۔ جیسے ہمارے اعمال ہوں گے ویسے ہی نتائج برآمد ہوں گے۔ یہ سوز و الم جو انسان کے قلب کو کھٹانے جارہا ہے، نتیجہ ہے اس کے اعمال بد کا۔ ہر مصیبت کے وقت قائل ہونا پڑتا ہے۔ کہ وہ خودی کو اس اور کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ کہ وہ خودی کو اس سب سے بڑا دشمن ہے اور یہ مصیبت اس کے اپنے ہی فعل بد کا نتیجہ ہے۔ جن قوانین پر دنیا کا نظام قائم ہے یہ تسلیم کر لینے کے بعد کہ ان قوانین کا بننا بولا اور نازل کرنے والا علم و حکمت کے ساتھ رحم و کرم کا بھی لائحہ عمل ہے۔ ایسے عالم الغیب اور اہم الامور میں کے مخلوق ایک لمحہ کے لئے بھی یہ تصور کرنے کی گنجائش پیدا نہیں ہو سکتی کہ اس نے کوئی غلط قانون بنایا ہو جس کی وجہ سے اس کے بندے دکھ درد اور رنج و کشت میں مبتلا ہوں۔ مسلمان یا غیر مسلمان ہر وہ شخص جو خدا کو مانتا ہے، سمجھتی ہو اس تصور کی ہمت نہیں کر سکتا۔ غم و الم کی تاریکیاں نتیجہ ہیں ہمارے اعمال بد کا اور قانون الہی کو پس پشت ڈالنے کا۔ وَکَذَٰلِکَ یُخَوِّذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا کُنتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ علی ظاہر یہاں چونکہ آیت قرآنیہ تَحْتَ اَسَاطِرِ اَحْصَانِکُمْ دَرَدٌ عَلَیْکُمْ ہے۔

وینا دارا لرحمن ہے، دارا لکلام ہے اس کا کہ نہ کوئی مصائب سے بچتا ہوگا۔ نہ تو قرآن کے مشاہدات میں ٹوڑ کر لے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دنیا مصیبتوں کا گھر ہے اور کہ ہے جو درد و الم میں مبتلا نہیں۔

دیں دنیا کے لئے غم نہ باشد اگر باشد بنی آدم نہ باشد غم بقیہ ہے احتیاج کا اور انسان سزایا احتیاج ہے اور اسی لئے غم کا پتلا ہے اپنے احتیاج کو دور کرنے کے لئے انسان شب و روز سوز و سرگردان رہتا ہے ایک حاجت پوری ہوتی ہے تو دوسری پیدا ہو جاتی ہے، ایک مصیبت ٹل جاتی ہے تو دوسری آ نازل ہوتی ہے۔ اسی طرح غم و الم کا سلسلہ تازہ بہ تازہ جاری رہتا ہے۔ انسان سیرت و الم کی گرفت میں جا کر ہوتا ہے۔ خوشی کا موقع آنے تو ہمارے میں پھولنا نہیں سکتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سوز و الم کا اس نے بھی نام ہی نہیں سنا۔ دولت بے دریغ خرچ کرتا ہے اور ہر ممکن طریقہ سے خوشی کا اظہار کرتا ہے اور اگر خدا خواستہ کوئی مصیبت آجائے تو پھر وہ پتلا دیکھ دیا دیا کرتا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ساری عمر میں راحت و آسائش کے دن گیس دیکھے ہی نہیں۔ کبھی تقدیر کو کوستا ہے اور کبھی اپنی تباہی پر افسوس کرتا ہے۔ غریب و مسکین خالی بدن کے ساتھ انسان کی جان کا بھی عجیب تعلق ہے۔ شدت غم میں یہ تعلق ٹوٹنے کے قریب ہو جاتا ہے اور قریب خوشی میں بھی روح قیامت سے نکلنے کے لئے بے چین ہوتی ہے۔ پیر اور عسکر اور غم اور خوشی دنیا میں لازم و ملزوم ہیں۔ کسی نے کہا اچھا کام ہے۔ خوشی کے ساتھ دنیا میں بڑا درد بھی جیسے ہیں جہاں بھی ہے شہنائی دواں ہاتھی جیسے ہیں لیکن انسان نہ راحت و مسرت میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہے اور نہ درد و الم میں صبر کرتا ہے

مصائب ہمارے اعمال بد کا نتیجہ ہوتے ہیں

وَمَا آتَاکُمْ مِنْ مِّصْیَبٍ فَمَا کَسِبْتُمْ

بلا کے نازل ہونے کے بعد ہم بیٹھے اٹھتے چلتے پھرتے ہر وقت خدا کو یاد کرتے ہیں کہیں کوئی ادا کرتے ہیں کہیں نجات کرتے ہیں۔ دن رات اُس بلا کو ماننے کے لئے دعا کرتے ہیں۔ سختی کے وقت ہماری نظر اسباب سے اٹھ کر صرف مسبب الاسباب پر ہوتی ہے جہاں سختی کی گھڑی گزری گئی پھر خدا کو بھول جاتے ہیں۔ بلا کے نزول کے بعد ہم اپنی عبرت کا جو مظاہرہ کرتے ہیں اگر اس کے نزول سے پہلے برضا و رغبت کرتے تو شاید یہ بلا نازل ہی نہ ہوتی اور ہم غم و الم کے انگاروں سے جھیلنے سے بچ جاتے۔ اللہ تعالیٰ کو ہر حالت میں یاد رکھو دکھ ہو یا سکھ کبھی مسلمان کا شیعہ نہ

حَسْبِيَ اللَّهُ فَعَدَا إِلَهُ كُلِّ فَعْدٍ الْمَوْتُ وَفَعَدَا لِلْعَبْدِ ان کی تکرار سے بصیرت کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور حق تعالیٰ کی کفایت کا یقین ہو جاتا ہے اور اس یقین کی وجہ سے خوف دور ہو جاتا ہے۔ اور قلب تسکین جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ عَلَىٰ اللَّهِ فَتَقَدَّرْ سَعِدَ۔ جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ توکل لازم ہے۔ اپنی عقل سے تدبیر کے تیر چلاؤ گے تو تباہ ہو جاؤ گے۔ انسانی تدبیر کے تیر کفر لٹانے سے ہٹ کر لوگرتے ہیں جب غم کے بادل قلب پر چھائے لگیں تو قوت الہیاتی سے کام لو اور اپنے خوف زدہ نفس کو مخاطب کر کے کہہ دو اَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدًا اس سے دل کو اطمینان نصیب ہوگا اور غم کا احساس کم ہو جائے گا۔ مسلمان کا کام یہ ہے کہ اگر ہاڈوں کی چٹاؤں اور سند کی مچھوں کے برابر بھی مایوس کن حالات پیش آجائیں تو بھی خدا پر بھروسہ رکھے اور اس کی رعت کا دامن نہ چھوڑے اور ایمانی کوشش میں ہمت نہ دکھائے۔ دکھ اور سکھ دینے والے کو ہر حالت میں یاد رکھے۔

جب خطرناک حالات پیدا ہو جائیں تو اسباب پر بھروسہ نہ کرو۔ اپنا ہر معاملہ مسبب الاسباب کے سپرد کرو اور مخلوق میں سے کسی کا آسرا نہ تو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے آستانہ سے دھکے دے کر نکال دے گا جو اسباب پر بھروسہ کرتے ہیں وہ اس دنیا میں بھی عذاب میں مبتلا رہتے ہیں۔ جب تک اسباب سامنے رہتے ہیں تو یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ اگر یہ غائب ہو گئے تو پھر کیا ہوگا اور جب غائب ہو جاتے ہیں تو اور زیادہ اذیت ہوتی ہے۔ ایسے لوگ ہر حال میں تکلیف اٹھاتے ہیں اسباب ہوں تو بھی نہ ہوں تو بھی لیکن جن کا بھروسہ اللہ پر ہوتا ہے ان کے لئے اسباب کا وجود و عدم برابر ہوتا ہے۔

ہماری مثال بچے میں چپٹے ہونے جانور کی ہے اس کو قتل کرنا چاہئے اور صبر و سکون سے یا یہ زخمی ہو جانا چاہیے ورنہ جتنا پھر پھرتے گا اتنا ہی چپٹے کا آزاد تو ہو جائیں گے گا لیکن ہر زخمی ہو جائیں گے۔ تڑپ گئے جتنا حال کے اندر جاں گئے گا کھال کے اندر مصیبت آئے تو ہر سے کام لو اور خدا پر بھروسہ رکھو اللہ تعالیٰ اس کو دور کرے کے سامان خود پیدا کر دیں گے۔ اگر بے صبری کر دے تو مصیبت کم ہونے کی بجائے بڑھ جائے گی اور موت کو زندگی پر ترجیح دینے لگو گے۔

درد اور اس کے درود غم سے وقت ہے غم کی بچھن کو کم کر دیتا ہے۔ جب رمضان الہی پیش نظر ہو تو مشکلات میں بھی سکون ملتا ہے لذت تعلق میں سے تعلق ہو تو انسان محسوس کرتا ہے کہ ہرج از دوست رسد نیکوست اگر تعلق ہو تو افادات بھی پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھے جاتے۔ صفت بہت و درست ہی اللہ تعالیٰ کا انعام نہیں ہے۔ شکستگی، بے بسی اور درد و الم بھی اس کا کم ہے۔ بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق ہو۔ بلا پر صبر کرنے سے بلا نعمت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ ہر پختہ انسان کے حق میں رحمت ہوتی ہے، انسان اُسے خود مصیبت بنا لیتا ہے مصیبت آئے تو فخرہ پیشانی سے برداشت کرو اور کاٹوں میں گھرے ہوئے پھول کی طرح مسکاتیہ دہو کسی شاعر نے کیا اچھا کہا ہے۔

انہوں میں گھر ہوا ہے چاروں طرف سے پھول پھریں گھلا ہی پڑتا ہے کیا خوش مزاج ہے

ہر شخص پر مصائب کا شکار ہوتا ہے ہر گناہ میں ہوتا درد و الم اور درد و غم عام طور پر ہمارے معاصرین و معاش کے مزا کے طور پر ماند پڑ جاتے ہیں۔ لیکن ہر وہ شخص جو مصائب کا شکار ہوتا ہے گناہگار نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر جو مصائب نازل ہوتی ہیں ان کی آزمائش کے لئے ہوتی ہیں اور ان کی ترقی درجات اور تعلیم کے لیے اور درود غم سے زیادہ تعلیم کے لیے زیادہ مؤثر اور کوئی شے نہیں ہے اس خیال سے مصیبت کے کم بلا و مصیبت کو حق تعالیٰ کے بہترین افادات میں سے شمار کرتے ہیں۔ کیوں کہ مصائب ان کی آزمائش اور رخ درجات کے لیے آتی ہیں ان کے جوہر نورانی کو چمکاتے کے لئے مصائب کے ذریعہ آئینہ یا تار دیا جاتا ہے اور ہاڈوں کے تازیانے سے ان کی اصلاح کی جاتی ہے۔

درد و غم اور مصیبت کے دور کرنے کا علاج درد و غم اور مصائب کی بچھن کو کم کرنے کا واحد علاج یہ ہے کہ انسان اپنے اعمال کی اصلاح کی جانب توجہ کرے اور اپنے نفس کا تنزیہ کرے، غم و الم کی تاریکیاں خود بخود دور ہو جائیں گی۔ جب غم کے بادل قلب پر چھائے لگیں تو خدا پر بھروسہ رکھو، انسان کا یہ یقین کہ اگر حق تعالیٰ اس کا نام و ورد گار ہو تو سارے جہن و انش علی کربھی اس کو ذرہ بھر نقصان نہیں پہنچا سکتے دل سے خوف کو دور کر دیتا ہے۔ اس عقیدہ سے جھجھت تمام نصیب ہوتی اور درد و غم کا احساس کم ہو جائے گا اس کے ساتھ ہی ان صداقت پھرے الفاظ کی تکرار کرتے رہو

ضروری اعلانات

معلوم ہوا ہے کہ حضرت شیخ تعمیر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر کوئی شخص اپنے آپ کو مزار کا مجاور ظاہر کر کے لوگوں کو دھوکے میں مبتلا کر کے ہمارے سلسلے میں ایسی کوئی دعایت نہیں ہے کہ جاویدت وغیرہ قسم کی کوئی صورت برداشت کی جا سکے۔ احباب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ اس کا جاویدت سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی اُسے انہیں یا ادارے کی طرف سے معزز کیا گیا ہے۔ بعض احباب کی شکایت پر یہ افغان ضروری سمجھا گیا ہے کہ اس بڑی رسم کی داغ بیل نہ پڑ سکے اور اس کا یہیں خاتمہ ہو جائے۔ (امیر اہل علم السلام)

اسکول ٹاٹ

ہمارے ہاں ہر قسم کے ٹاٹ (MAT) خاص جیوٹ، منج، کس منج وغیرہ مختلف ڈیزائن میں تلاش مطلوبہ تیار کئے جاتے ہیں۔ ٹاٹ خریدنے وقت مذہب ذیل پتہ یاد رکھیں۔ حسب الطلب فوری جات ٹاٹ بعد نرخ پیش کئے جا سکتے ہیں۔

قریشی سنٹرینگ سپلائرز ۱۳۔ اے جمال روڈ منگلوری

خواتین کا صفحہ

علم حدیث کی ماہر مسلم خواتین

محمد سلیمان قادری ایبٹ آباد (ہزارہ)

دنیا کے تمام مل و اقوام کے مکتبین کا خیال ہے کہ علم و فہم کے کسی شعبہ کو فروغ دینے میں جو کچھ مردوں کے برابر کوشش نہیں کر سکتی ہیں۔ مگر اسلام میں ایسی خواتین گزری ہیں، جنہوں نے شعر و شاعری اور علم حدیث کی خدمت مردوں سے کم نہیں کی اور اسلامی ثقافت کی تاریخ میں ان کے نام ہمیشہ آب زر سے لکھے نظر آئیں گے۔ صحت امروزہ میں صحت علم حدیث کی ماہر خواتین کا تذکرہ مفہوم ہے۔

امہات المؤمنین

شارع اسلام علی افضل الفیہ والسلام کی حیات طیبہ میں ہی اکثر صحابیات نے اپنی زندگیوں کا احاطہ یاد کرنے اور انہیں مسلمانوں تک پہنچانے کے لئے وقف کر رکھی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد امہات المؤمنین نے علم نبوت کی جگہ بردار سمجھی جاتی تھیں۔ جب بھی کسی کو کسی مسئلہ کے سمجھنے میں مشکل پیش آتی تھی تو وہ انہیں ہی سے حل لیتیں۔ ان کی طرف رجوع کرتا تھا۔ صحابہ میں سے بہن بزرگوں نے اپنی زندگیوں کا علم حدیث کی تحقیقات کے لئے وقف کر رکھی تھیں، ان کے لئے ازواج انہی صلح کے دروازے ہر وقت کھلے تھے اور وہ ہر وقت ان کی خدمت میں حاضر ہو سکتے تھے۔ ان صحابہ کی طرح صحابیات کی ایک جماعت بھی امدادیت کی تحقیقات اور ان کی نشر و اشاعت میں ہر وقت مصروف رہتی تھی۔ ان میں ام سلمہ، حفصہ، ام حبیبہ، امیرہ، ام سلمہ، اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہن کے اسماء مبارک سے ہر مسلمان واقف ہے۔ اور ہر مسلمان جانتا ہے کہ قرون اولیٰ کی محدثات بھی یہی گواہی قدم استہاں ہیں۔ خصوصاً جتنی اشاعت امدادیت کی حضرت عائشہ صدیقہ کے ذریعے سے ہوئی اور کسی سے نہیں ہو سکتی۔ موصوفہ نے صحت امدادیت بیان نہیں فرمائی بلکہ ان کی صحیح تشدیق بھی بیسیاں کی ہے۔

تابعین اور تبع تابعین کا زمانہ

تابعین کے زمانہ میں بھی محدثات کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔ ابن سیرین ام الدرداء کی صاحبزادی حفصہ اور عبد الرحمن کی بیٹی حمادہ اس زمانے کی محدثات میں خاص شہرت رکھتی ہیں۔ ابیاس بن معاویہ ام الدرداء کو اس زمانے کے تمام محدثین اور محدثات پر روایت کی صحت کے اعتبار سے اور صحیح احادیث اور ضعیف روایات میں تیز کرنے کے اعتبار سے ترجیح دیتے ہیں۔ ان کے علم و فضل کا تمام عرب میں شہرہ تھا۔ علامہ حضرت عائشہ صدیقہ کی مویات کی بہترین ماہر سمجھی جاتی تھیں۔ ابن حجر عسقلانی نے اس فاضلہ روزگار سے علم حدیث حاصل کیا تھا۔ ان میں سے ابوبکر بن برم تاشی مدینہ کو خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے حکم دیا کہ جتنی احادیث اس محدثہ کو معلوم تھیں وہ سب ایک جگہ جمع کر کے پیش کیجئے۔

اس سے بعد کے زمانہ کی مشہور محدثات عیدۃ المدینہ، عیدۃ بنت یثلم و عواش بنت زینب بنت علی بن عبداللہ بن عباس، افسہ بنت حسن، خدیجہ ام محمد، عیدۃ بنت عبداللہ اور بعض دیگر محدثات ہیں۔ چونکہ علم حدیث کی تحصیل کے شائقین کی تعداد بہت بڑھ جاتی تھی اس لئے یہ خواتین طابان حدیث کو فرداً فرداً سبق دینے کے بجائے علیہ کے مجمع میں یکجا دیتی تھیں۔ ان سب کے علم و فضل پر علماء کا اتفاق ہے موصوفہ کہتے ہیں کہ کتنی عیدہ سے دس ہزار احادیث مروی ہیں جو اس نے مدینہ کے استادوں سے یاد کیں۔ یہ ایک کثیر تھیں۔ ملاحظات اس کے کہ زینب مسلمان شاذبندی تھیں۔ ان کا والد سفاح بانی خانان حجاز کا برادر علم زاد تھا اور غلیظہ مصور کے زمانہ میں مصر، عمان اور بحرین کا گزرتھا۔ مگر اس کی لڑکی زینب نے دینی شان و شوکت پر بات مار کر اپنی زندگی علم حدیث پڑنے اور دوسروں کو پڑھانے کے لئے وقف کر دی اور وہ ان اتفاق مؤمنین اپنے زمانہ کی فاضل ترین خاتون تھی۔ حدیث محدثین نے اس محدثہ سے علم حدیث کی تحصیل کی اور اس کے شاگرد تمام اسلامی دنیا میں پھیلے ہوئے تھے۔

تفسیر ابن کثیر (۳۰۰ صفحہ)

جس کی ہر زمانے کے علماء کرام کی قبولیت کا شرف حاصل ہے یہ علامہ ابن کثیر دمشقی کی بلند پایہ مشہور عام تفسیر کا ترجمہ ہے۔ یہ تفسیر دنیائے اسلام میں بہترین اور مستند تسلیم کی جاتی ہے جو ہر زمانے کے علمائے اس کو شرف قبولیت بخشا ہے اور امام التفسیر کا لقب دیا ہے۔ تمام عربی و اردو تفسیر اسی سے ماخوذ ہیں قیمت فی جلد اول پارہ ۱ تا ۶ جلد تیرہ روپے ۸ آنے قیمت جلد دوم پارہ ۷ تا ۱۳ جلد ۹ روپے آٹھ آنے۔ جلد سوم پارہ ۱۴ تا ۱۸ جلد ۴ روپے۔ چہارم پارہ ۱۹ تا ۲۳ دس روپے جلد پنجم پارہ ۲۴ تا ۳۰ پارہ ۵ روپے آٹھ آنے مکمل جلد چھپن روپے رعایت ۵ روپے مکمل جلد پچاس روپے پیشگی ضروری رعایت کریں۔ سوچے بڑھ کر خریداری ہوگی۔

انفوشا قریم کے قرآن مجید عربی فارسی اردو کتابیں سکول کالج علم شرقی و غربی و پرائیویٹ کتابوں کا مکمل کتب خانہ ہے۔

۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	-----

ہر پارہ پر علیحدہ کی جاتا ہے۔

رحمت بک کمپنی چوک جامع مسجد بہاولپور

— وَالَّذِي كَفَّرَ عَنْ رَجُلَيْنَا يُؤْتِيهِ —
ترجمہ: دو لوگ اجرت حاصل کرنے کے لیے ہمارے بندے الیہ کے حالات پر۔

حضرت ایوب علیہ السلام

حافظ محمد اشرف کیمل پور (احمدیہ مہاجرین)

تمام مسلمانانِ عالم پر ظاہر ہے کہ شیدانِ بر دقتِ شیطنت پر ظا رہتا ہے۔ یہ صوف ہم گنہگاروں کو ہی نہیں اکسا تا بلکہ اس لیے ہمارے پیروانِ اسلام کی بھی کئی موانع پر مخالفت کی اور خداوندِ مہزل نے اساتذہ اپنے پیڑوں کے جذبہ صبر کو آدھیا۔ اوراقِ کلام حضور الرحیم شاہ ہیں کہ صبرِ کریم سے ————— جناب ایوب علیہ السلام یاقین کیا کرتے تھے۔ اور ایک دن شیدان کے پتہ پل گیا کہ ابھی خداوندِ عالم حضرت ایوب سے مصروف گفتگو ہیں۔ سو شیطاں عازم آسمان ہوا اور دربارِ خدا دندنی یوں بچھا تو ندا آئی انیس! تو نے میرے بندے الیہ کے صبرِ استقلال کو دیکھا ہے۔ ایسے گویا ہوا۔ خداوندِ عالم! تو نے الیہ کو خوب توانائی اور صحت بخشی ہے پھر کیوں نہ ایک توانا شخص تیرا شکر بجا لائے ہاں! عزتِ ہے کہ یہ اس وقت تیرا شکر بجا لائے جبکہ اس کی توانائی اور صحت چھٹی جائے۔ مگر الہی ہوا۔ لے الیس جا ہم نے تجھے رسوائی زبان اور دل کے اپنے پیارے الیہ کے جسم کا اختیار دے دیا۔ لہذا علمِ آزادی سننے کے بعد شیطاں نے حضرت الیوب علیہ السلام کے ناک کے تختوں کے ذریعہ اس طرح شعلہ آتش چھوڑا کہ حضرت الیوب علیہ السلام کے تمام جسم کو آگ لگ گئی بدن کے تمام بال ایک بل گئے۔ نزعِ نیراز و داسے سے تمام نانی گرتے تھے یہاں تک کہ جب گئی ان کو خارش کرنا مقصود ہوتا تو وہ بے اختیار خارش کیا کرتے۔ خداوندِ کریم بڑے بے نیاز ہیں خداوندِ مشفق و دبر سے جس طرح ہر اندامیہ سے کے بعد اجیاد اور ہر رات کے بعد دن رکھ ہے اسی طرح حضرت الیوب کو خداوندِ کریم نے اسی لذت کی بیوی صاف زانی ہوئی تھی جو ہر لحاظ سے خدا کی رحمتوں کی انکاء تھیں۔ ان کی بیوی رحمتِ بت سے نبیوں کے منصب سے پیدا ہوئی تھیں۔ لہذا حضرت رحمت نے اپنے شہر الیوب کے آگے اہلِ بھدرو کیا مگر پھر بھی حضرت الیوب کی زبان سے یہی نکلا خدا کا شکر ہے کہ وہ جس حال میں گئے وہیں انشاء جسم زخم آلودہ سے ایک کیڑا زمین پر گر

گیا تو آپ نے دبی گرا ہوا کیڑا زمین سے اٹھا کر اپنے زخموں میں مستور کر دیا اور گویا ہونے آئے کیڑے! مجھ سے تو مالک دو جہاں امتحان لے رہے ہیں۔ تو کیوں زمین پر گر گیا ہے۔ میں تجھے بھوکا نہیں رہنے دوں گا۔ نیز بیوی رحمت بدستور اخبار بھدرو کرتی رہی۔ اور حضرت الیوب نے جواباً کہا کہ اے رحمت! تو دیکھ! تیرے مہر احمد حضرت ابراہیم خلیل اللہ آگ میں ڈالے گئے۔ تیرے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کئی برس فراقِ بیست میں گزار دیئے۔ اے رحمت! اس کے بعد تیرے باپ حضرت یوسف اندھیرے چاہ میں گرائے گئے اور مزید آگ میں گرائے گئے یہ نہ کہ کبھی ثابت قدم رہے۔ پھر اے میری رحمت تو صبر نہیں کرے گی؟ اس کے بعد پیغمبرِ خدا نے دست دھا برائے اہلِ خود بلند کئے اور دعا کی کہ خداوند! میری بیوی کو صبر کی توفیق عطا فرما! اس کے بعد حضرت نے اپنی بیوی کو فرمایا کہ اے رحمت تو مجھے یہاں سے اٹھا لے یہ مسجد ہے اور زخموں کی وجہ سے وہیں کا مسجد میں گرنا جائز نہیں۔ اس پاک جگہ سے مجھے تو اٹھا کر باہر اس پجرتے پر لے جا ہاں فقیر، درویش اور مسکین مسکین بندہ رہیں۔ لہذا تو جا اور کسی آتے جاتے شخص کو بلا کر کسے تاک وہ مجھے یہاں سے اٹھا کر اُس جگہ پر لے جائے۔ بیوی رحمت نے کئی ایک مستعد کو کہا مگر انہوں نے ایک نہ سنی اور بیوی صاحبہ نے تمام ماہر کا کہہ سنا۔ آخر حضرت الیوب نے کہا کہ تاملدی سے لاولی دلائفہ اللہ تعالیٰ ہے اور مجھے اٹھا اور سونو۔ اگر لوگ مجھ سے گزراں ہیں میرا خدا تو مود ہے تو فکر نہ کر اور ایک ہاتھ تو آواز میری گردن کے نیچے رکھ پھر دیکھ خداوند تعالیٰ تیری کس طرح مدد فرماتے ہیں خداوند تعالیٰ نے اسی طرح مدد فرمائی اور آپ کو الیوب نے پجرتہ تک پہنچا دیا۔ رات ہوئی تو لوگ خیرات و صدقات مسکین و فقراء کے لئے لائے تو حضرت الیوب کو یہ نالوگر گذرا اور اپنی الیوب سے گویا ہونے لے رحمت انہیں خیرات و صدقات کے مال سے دیتی نہیں ہے لہذا تو ہمیں اس جگہ سے کسی اور جگہ چلے

خیران کی بیوی کسی اور گاؤں میں حضرت الیوب کو لے گئی۔ جب وہاں پہنچے تو پتہ چلا کہ وہاں کے لوگ نہایت زانی، فاسق اور بدعاش ہیں تو حضرت الیوب نے گریہ زاری کر دی اور اپنی الیوب سے گویا ہونے لے رحمت یہ گاؤں فاسق اور زنا کار لوگوں کا ہے تیرا کس شل یوسف ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اس امتحان کے وقت تیری عصمت داغ دار ہو جائے۔ لہذا تو مجھے یہاں سے اٹھا کر کسی دوسری جگہ لے جا میں قیامت کے روز تیرے آقا یوسف کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ دو حضرات تو کہیں کہیں کے اور کہیں گئے کہ اے الیوب تو ہماری بیوی کی عصمت کا تحفظ نہ کر سکا۔ لہذا میں مخالفت ہوں مجھے اس جگہ سے کسی اور جگہ منتقل کر دے۔ درس اٹھا ایسی تیز ہوا چلی کہ حضرت الیوب کے زخموں کی عفونت ہمیں مل کر نزدیکی گاؤں کی طوت گئی۔ تمام لوگ کھٹے لے کر حضرت الیوب کی طوت بڑے اور گویا ہونے کہ تو یہاں سے فوراً چلا جا ورنہ ہم یہ کھٹے تم پر چھڑیں گے۔ انصہ لوگوں نے کھٹے حضرت الیوب پر چھڑ دیئے مگر کتوں کو پتہ نہیں کیا ہوا کہ کھٹے وہاں گاؤں کی طوت جگہ گئے۔ لوگ پھر مضر ہونے لگے چلتی تو یہاں سے چلا جا ورنہ تم پر پتھر باران پھر گریں گے۔ حضرت الیوب نے لوگوں کو فرمایا اے لوگو! مجھے اپنے گاؤں کے کوڑے کرکٹ پر پھینک دو۔ دیکھنا کہ کوئی (خداوند) لگا مشا۔ کتا پٹا پٹا ہوتا ہے۔

آہ! یہ الفاظ لوگوں نے سنے اور لوگوں نے کہا کہ ہم تم کو کس طرح اٹھائیں ہاتھوں میں اتنی جان ہے کہ تیرے خون آلودہ اور کریم خوردہ جسم کو اٹھائیں اور داغِ مضر کو ہر حضرت کے سپرد کریں۔ درسِ اشاحت مذکور نے اپنی الیوب کی طوت اشارہ کیا اور کہا آے نیک العادات بیوی! تو شر کے باہر اس شر کے راستہ پر چل جا اور ہر شخص بھی وہاں سے گذرے اس کو میری مدد کے لیے آ۔ نیک بیوی نے حکم پر عمل کیا اور شر کے باہر چلی گئی۔ کافی انتظار کے بعد وہ خود نوجوان حضرت الیوب کی الیوب کی طوت آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ جو کہ لباسِ فاخرہ میں لباس تھے۔ جب وہ نزدیک پہنچے تو نیک خصال بیوی نے ان دونوں کو اپنے خداوند کی مدد کے لیے کہا۔ مگر وہ چل دیئے چلتے چلتے بیوی رحمت نے کہا کہ تیرے خداوند کو گاؤں کے کوڑے کرکٹ پر پھینک آؤ۔ بڑے نواز دھنض نے بوجھا۔ اے عورت نیک بیوی! کیا نام ہے تیرے مرد کا؟ بیوی رحمت نے کہا

اللہ بین حکم فرمائیے کہ ہم چار فرشتے ہی جوت
کی جاگردہ کریں۔ خبر حکم خداوندی کے حامل
چار ملاک آگے اور پیروی رحمت سے گیا
ہوئے۔ اسے نیک سیرت خالق بن کر کوئی نام
تاجم جی رہی مدد کرنے کو تیار ہیں۔ فرشتوں کو حکم
ہوا جو حکم حضرت الیہ تھا لہذا کچھ عرصہ
کے بعد چھوٹی تیار ہو گئی اور ہی رحمت علی
چار فرشتے حضور کو لے کر غرض سے حضور کے
پاس پہنچے اور ان پانچوں نے حضور کوئی جگہ پر
پہنچا دیا اور فرشتے بعد از سلام وہاں سے
رحمت ہو گئے۔ خبر سے وہ دن گذرے تو بے دن
حضرت الیہ کو شدت کی محک لگی اور اس
شدت کی وجہ سے آپ پر غشی طاری ہو گئی یہی
نیک الحادات نے حضور پر چادہ دراز کر دی اور
پھر گاؤں میں چلی گئی۔ گاؤں سے کوئی شہرت
نہی۔ پھر آپ کسی دوسرے گاؤں بغرض حصول
غذا روانہ ہوئیں جہاں سے وہ روٹی
لائیں اور جب آپ حضرت کے پاس پہنچے تو
حضرت کرم کی جان لبوں تک پہنچ گئی تھی۔
خیر پیغمبر خدا نے بعد از خورد و نوش خدا کا شکر
ادا کیا اور ہی کے کہنے لگے کہ رحمت تو
میرے ساتھ بہت نطفیت ہیں ہے اور نہ حال
ہو گئی ہے لہذا تو پہلی جاگہ ہی سے آ جا
پیغمبر خدا میں تم سے پیغمبر کی خدا سے علی کی سمجھتی
ہوں، آپ مجھ کو یہ لفظ کہہ کر شہر سے کیا کریں۔
یہ کام مجھ سے ہرگز نہ ہو سکے گا۔ پیغمبر خدا نے
ایک اتنی حیرت سبھا اور ایک اونچی پرستارہ کو
مکمل کی طوط کیا جہاں ہی رحمت تھیں۔
شیطان، دل میں یہ سوچ رہا تھا کہ آدمی کی کھڑی
عورت ہوتی ہے اور حضرت آدم کو عورت
ہی نے بہشت سے باہر نکل دیا تھا۔ یہی
رحمت کے خلیق حضرت الیہ کو رسوا کرنے نہ
کیا جائے۔ المقتضی حضرت امین نے یہی رحمت کو
سلام کیا اور کہا کہ اس الیہ کی بیوی تیرا خاوند
آسانی کتاب کو مانتا ہے اور میں ہی تیری خواہوں
آسانی خدا سے بہت کچھ تیرے خاوند نے
ناگے سے گرم پیر چھین لیے ہیں۔ ہم ارشاد میں
آؤ ہم تم کو اپنی ارشاد خدا کے دل کش علی
اور دنیا کھا دیں۔ یہی صاحب رحمت نے پوچھا کہ
کہاں سے میں تمہارے خلات دیکھ سکوں کی شیطان
ٹیلے پر گئیں تو کچھ عجیب سا سامان دیکھا۔ وہی
پر شیطان نے کہا کہ اگر تیرا خاوند مجھے سجدہ کر
دے تو میں تم دونوں کو رحمت میں لگے دوں گا۔
اور تمام شکایت سے میرا کردوں گا۔ یہی
رحمت نے امین کی تمام تقریریں سن کر کہا میں یہ
تمام باتیں اپنے خاوند سے کہوں گی۔

کے بعد حالت گریاں میں ہو گئے تو خداوند عالم
سے کہا، اسے خدا میں نے اس رحمت نامی
شہزادی سے بہت بہت سخت کام لیے ہیں
پریم تو خیر کو محنت یوسف اور اس کے بچہ
امجد کو کیا نہ دکھاؤں گا۔ اگر وہ مجھ سے
پر گھٹے لگے کہ اس کے ہاتھوں اور کندھوں کو
کیا بنا تو میں مانے شرمندگی کے اور نہ ندامت
کے کچھ نہ کہ سکوں گا۔ اور ہاں رحمت تو بھی
یہی بات سن لے تو جہاں جاے جلی جائیں گے
مجھے بہت دکھ دیا ہے۔ ہلاک کیا ہے، کربا
ہوں اور کروں گا مجھ پر تو امتحان خدا ہے تو تو
کم از کم بری الامتحان رہ۔ مگر رحمت نے اس
قسم کے دل چھانی کرنے والے الفاظ اپنے شہر
کی زبان سے سنے تو اس نے کہا اسے میرے
پیارے شوہر میں حشر کے دن اپنے ابا ابا
کو کیا جواب دوں گی، جب وہ مجھ سے پوچھیں
گے کہ تم نادمہ رحمت کے وقت، بارشادی کے وقت
تم نے الیہ سے بھلا وقت گنایا اور اب
اگ ہو گئی ہو۔ لہذا مجھے یہاں اس حالت میں
رہنے کی اجازت بخش مجھے پیغمبر خدا کی خدمت
میں ہوا کی نالائقی کرنے دیں۔ مجھے اجازت دو
کہ میں تمام عہداری باندی بن کر رہ سکوں۔
اور تیار داری کے لئے وقت رہوں۔ آخر حضرت
الیہ نے یہ بات بعد شوق قبول فرمائی کافی
عرصہ تک یہی رحمت حضرت الیہ کو پیکل
پیس کر پانی پھر کر روٹی کھلائی رہیں۔ ایک دن
شیطان لیکن مشکل شیخ اس گاؤں میں آ گیا جہاں
پر پیغمبر خدا اور اس کی بیوی مسکن پذیر تھیں۔
لوگوں کو شیطان نے یہ پڑھایا کہ اسے لوگ
اس عورت کا خاوند عفت اور فرشتوں کا مارا
ہوا پڑا ہوا ہے یہ عورت اپنی ہاتھوں سے
اپنے خاوند کے زخم دھوئی ہے اور انیس
ہاتھوں سے تمہارے گھوڑوں میں کام کرتی ہے
جس سے تمہاری بیٹھنے کا خطرہ لاحق ہے نیز
یہ عورت آئندہ تمہارے گاؤں میں نہ آئے ورنہ
سب کے سب مریض اور نہادی بن جاؤ گے۔
فوت یہاں تک پہنچی کہ لوگوں نے اپنے دروازے
بند کر لئے اور حکم دے دیا کہ یہ گاؤں خالی
کر دو۔ خبر یہی رحمت کو رحمت الیہ سے
حکم ملا کہ تم گاؤں سے باہر چلی جاؤ اور خدوں
کی آستینوں اور پتوں سے ایک چھوٹی تیار
کو رو۔ خبر حکم نے کی دیر تھی۔ یہی رحمت گاؤں
کے باہر نکلی دور پہنچے پر ایک جگہ بیٹھ کر دعا کرتی
ہیں خداوندی سمجھے اپنی مدد دعا فرما کر میں
اس کا عطف کو سر کروں۔ افسوس کہ یہ پیغمبر خدا
کی سخت ترین امتحان کو دیکھ کر کبھی کہہ سکیں
تھے۔ خدا سے چند فرشتوں نے عرض کی کہ یہاں

کی الیہ نام ہے اس کا اور وہ پیغمبر خدا کھلا تا
ہے۔ لیکن اب لوگوں نے اس سے کنارہ کشی
کر لی ہے۔ دونوں شہزادہ نما دادوں بیک زبان
ہو کر ایسے ہم اور ہمارے والدین قربان ہوں
پیغمبر اسلام حضرت سیدنا الیہ پر اس فقرہ کے
کہنے کے بعد دونوں بی بی رحمت۔ حضرت
الیہ کے پاس پہنچے۔ اور ان دونوں نے
حضرت الیہ کو ان کے حکم کے مطابق کھڑے
لکھتے کہ نزدیک رکھ ڈالا اور وہ بعد از سلام
غائب ہو گئے۔ بنا ہی رحمت نے پوچھا کیوں
پیغمبر خدا! یہ کون سی بادشاہی کے شہزادے ہیں؟
جواب ملا کہ ان میں سے ایک حضرت جبریل اور
دوسرے میکائیل ہیں جن کے لیے پیغمبروں کی
خدمت باعث صد افتخار ہے۔ یہ کہہ کر آپ
کھڑے پر دراز ہو گئے اور ہر دم خلیفہ اندزی
کا دم جھرتے اور شکر بجا رہے۔ لیکن بنا ہی
دلانی وقت بے ضبط ہو گئیں اور دوسرے
کہنے لگیں کہ اسے خدا یہ وہی الیہ ہیں جس
کو تو نے ایک برہنہ کا بادشاہ بنایا تھی غلط
اور قاتم کی مسدیں مہیا کی ہوئی تھیں۔ اتنے
علی اور عہد لباس کے ساتھ ساتھ جاہ و
عزت پہنچی ہوئی تھی وہ سب کچھ کہاں چلے
گئے۔ ہاتے یہ کس کی نظر یہ لگ گئی۔ آج میرے
خاوند کا گھر یہ گندہ گوا کر کھٹ ہے حضرت الیہ
نے جب اپنی بیوی کی کزن اور گریاں کرنے
والی فریاد بغیر سستی تو آپ نے فرمایا: کھنڈیک
اللہ تھے اللہ کافی ہے۔ میرے سامنے فی الحال
خدا کی نعمتوں کا ذکر کرنے کا وقت نہیں ہے۔
یہ دنیا خدا نے امتحان کے لئے بنائی ہے۔ ہم
دونوں کو دونوں امتحان میں ثابت قدم رہنا
چاہیے اور ہمیں اللہ سے راضی رہنا مقصود ہے
آپ عرصہ تک حضور کو کھڑے کر لے پڑے
رہے۔ اور زبان پر خداوند کرم کی حمد و شاعر
فارسی کی مانند گفتی رہی جب بھی حضرت
سیدنا الیہ کی شدت بھوک تنگ کرتی تو ان
کی بیوی لوگوں کے دروازہ پر جانتی اور بعد از
دشک کہتیں، کوئی ایسا خدا کا بندہ جو مجھ
سے علی کیسے، پانی پھروائے اور کھڑے
دھلوئے اور وہ مجھے لعوض کاروئی دے۔
اسی طرح وہ روٹی لوگوں کے گھروں سے لائیں
اور اپنے زیر امتحان خاوند کو کھلائی ہیں۔
حالانکہ وہ خود بھی زیر امتحان تھیں۔ ایک
دن حضرت الیہ نے اپنی بیوی کے ہاتھوں کی
طوت اچانک دیکھا تو ان کے ہاتھ آٹھوں
میرے ہوئے تھے لہذا پتہ چلنے کے۔ اور
کندے مشک اٹھانے سے داغ دار ہو گئے
تھے۔ حضرت الیہ بڑے حیران و مستعد ہوئے

جب بیوی پاک اپنے گھر نہیں تو آپ نے تمام بارہ اپنے خاوند حضرت ارب علیہ السلام کو کہہ سنایا جس سے حضرت مذکورہ بہت خفا ہوئے اور کہا کہ اسے رحمت تجھ پر خدا کا قدر نازل ہو۔ کرتے کیا فعل اور شان و شوکت کسی ارضی خدا کی دیکھی ہے تو نہیں جانتی کہ سب کائنات کا مالک مٹاوی خدا ہے جو کہ ہر جگہ موجود ہے۔ یہ کہہ کر کہ حضرت ارب نے آسمان کی جانب اپنا منہ کیا اور دعا کی کہ اے خداوند کیم ارب کا ایسا تیرے ہاتھ میں ہے اور تیرے اسی سپرد ہے اس کو ابلیس سے دور رکھ۔ اور اپنی بیوی کو کہنے لگے کہ اگر میں قدومت ہو گیا تو تجھے ایک سو کوڑے لگاؤں گا۔ بیوی نے کہا تو پھر آپ کیوں نہیں اپنی صحت کے لئے دعا کرتے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اتنی برس دنیا میں تندرست رہا ہوں اور جب تک مجھے اتنی برس بیماری نہ ہو جائیں میں خدا سے دعا کرتے صحت نہیں مانگوں گا کیوں کہ مجھے شرم آتی ہے۔ اس کے بعد بیوی صاحبہ نے اہانت طلب کی کہ وہ خدا کا انتظام کرے۔ جب آپ برائے جلدیں خدا چل گئیں تو حضرت ارب کے دو پدم درینہ برائے ملاقات حضور آئے اور بٹنے کے بعد کہنے لگے ارب! اتم نے ضرور کوئی ناقابل معافی گناہ کیا ہے، جس کی پاداش میں تجھے اتنی بڑی سزا دی ہے اس بات سے حضرت ارب نے دعا کی کہ اے مولا تو شاید ہے کہ میں لنگھار نہیں ہوں تو اپنا مجھہ دکھا کہ میں بے قصور دے گناہ بے باقی دیکھ ہوں۔ لہذا آسمان سے ایک سفیدی نازل بادل کا حکم پھر پھر فرمایا زمین کی طوف آج اس سے خدا کی کہ ارب باطل پاک ہے اور بے گناہ۔ یہ ایک ارب کا سرچشمہ اٹھان ہے۔ یہ عذاب خدا نہیں ہے اس اٹھان کو پہلے گذرے ہوئے ستر پیغمبر نے غلب کیا تھا مگر خداوند کرم نے یہ جذب حضرت ارب کے لئے وقت کیا ہوا تھا لہذا ان کو میسر ہوا۔ یہ سن کر حضرت کے دوست چلے گئے اس کے بعد حضرت نے دعا فرمائی اور عرض کی اے باری تعالیٰ فیضان نے مجھے تنگ کیا ہے۔ یہ گناہی تھا کہ اسی وقت حضرت پیرنیل علیہ السلام زمین پر آپ کے پاس پہنچے اور سلام عرض کیا، خداوند دو عالم کا بھی سلام عرض کیا اور پیغام خدا پیش کیا کہ آپ زمین پر اڑی لٹاؤں، جہاں سے چشمہ شیریں نکل پڑا۔ پھر حکم خدا سنایا گیا کہ آپ اس میں خوب غسل کریں اور خدا پانی نوش کریں جس سے آپ کی تمام بیماریاں دور ہو جائیں گی لہذا

حضرت نے یہی کیا اور صحت یاب ہو گئے جسم چاندی کی مانند اور شکل مبارک پُر نور فل آبی حضرت پیرنیل نے پھر خلعت پیش کیا۔ دین آشا بیوی رحمت صاحبہ قشرین لائیں اور دیکھا کہ وہ چھوٹی ایک چاند کی مانند بیوی سے اور دو خوبصورت حسین مرد بیٹھے ہوئے ہیں۔ خاوند نفوس میں تو آئے آپ کی آنکھیں پر فہم گئیں اور پھر آگے بڑھنے پر حضرت ارب نے ان کی شکل میں پایا جبکہ آپ حواں سال شہزادہ تھے اور فطرت اور شانمانی کے بیوی رحمت کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ بیوی رحمت کی آنکھوں سے آنسو گہرے تو بولیں کہ مجھے آپ نے ایک سو کوڑے کی سزا دی ہے مجھے وہ سزا آج ہی دیں لہذا اس بات پر حضرت پیرنیل نے کہا کہ خداوند دو عالم کا حکم ہے کہ بیوی نے حضرت ارب کے ہر دکھ اور ظلمت میں ساتھ دیا ہے لہذا اس کی مہم شہناش کریں گے کہ اس کو سزا ملے اگر پھر جی سزا دینے پر اصرار ہے تو مجھ کی ایک بائیک بھی جس کے ساتھ ایک سو شاخیں ہوں بیوی کو مارو۔ لہذا حضرت ارب نے ایسا ہی کیا اور اپنی قسم پوری کی۔ اس کے بعد ارشاد خداوندی ہوا کہ اے ارب کیا تو وہی آل اولاد چاہتا ہے۔ جس کو ہم نے جنت میں آباد کیا ہوا ہے اور تم

سے چھین لیا ہے اور وہی باغات و محلات تم کو درکار ہیں جو کہ اس سے پہلے تم کو میسر ہوئے صاحب الارث نے عرض کیا کہ اے اہل العالین! اگر وہ جنت میں مقیم ہیں تو مجھے اور عطا فرما دے۔ اس پر خداوند کیم نے وہ اور اس سے بہتر عنایت فرمایا جس کا ذکر خداوند لم یزل کی پاک اور مقدس کتاب المبین کے تفسیریں صحابہ اور سورۃ حق میں قیسے رکوع میں ہے۔ یعنی ہم نے ان کو وہی اول و خیال اور ان کے ساتھ اتنی ہی رحمت عطا کر دی کہ یہ یاد ہمیشہ کے لئے باقی رہے اور سورۃ انبیاء کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت ارب کو جس روز صحت کا علاج ہوئی تو اسی وقت مال و مالک اس شان سے رحمت ہوا جس قدر بکریاں تھیں اس سے دو چند بکریاں، دو چند باغات، دو چند محلات اور دو چند لڑکے اور لڑکیاں اور پھر عمر ۸۰ (اتنی) برس ہوئی غریبہ ہر طرح سے برکت ہی برکت ملی۔

(إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ)

(بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے)

نادر و نایاب کتب

- ۱۲- تفسیر خازن محمد لغوی مصری ۸۶/- روپے
- ۱۳- تفسیر جہری ابن جریر جلد مصری ۵۵/-
- ۱۴- تفسیر اذکارک شرح موطا امام مالک مصری ۱۶۰/-
- ۱۵- دلائل و افانصاح جلد مصری ۲۲۰/-
- ۱۶- بحار المواقی مصری ۲۲۰/-
- ۱۷- فتح القدر شرح ہادی مصری ۳۰/-
- ۱۸- الاصابہ فی تفسیر صحابہ مصری انتیاب ۱۱۰/-
- ۱۹- فتح الرشام مصری ۱۲/-
- ۲۰- حیات الخیرین مصری ۳۵/-
- ۲۱- الباری و تالیف مصری ۹۰/-
- ۲۲- ادب الکاتب مصری ۲۰/-
- ۲۳- تفسیر رد المحتار جلد مصری ۵۰/-

- ۱- ہشتی زبور رحیمہ دیوبند ۱۲/- روپے
- ۲- محمدی شریف رحیمہ دیوبند ۲۵/-
- ۳- بخاری شریف رشیدیہ دہلی ۵۰/-
- ۴- مسلم شریف رشیدیہ دہلی ۴۰/-
- ۵- باری اربعین رحیمہ دیوبند ۲۵/-
- ۶- ہادی آخری رشیدیہ دہلی ۲۵/-
- ۷- مشکوٰۃ رحیمہ ۱۶/-
- ۸- تفسیر ابن کثیر جلد مصری ۸۶/-
- ۹- تفسیر خازن رحمہ ملاک مصری جلد ۸۶/-
- ۱۰- احیاء العلوم الدین مصری ۶۵/-
- ۱۱- تقریر لانا فی شرح سعد الدین نقشا، زانی تفسیر التفسیر و مائتہ الشریعہ فی علم المعانی و لیان و الباری جلد مصری ۱۵۰/-

تاجداروں کے لئے خاص دعا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مساجد کی عظمت

مختار الاسلام

انعام کا بھرا

ہری پور نرہار

مشکوٰۃ شریف باب المساجد عن الترمذی۔

مسجد شاعر اسلام میں سے ہے

حدیث میں ہے کہ جب کوئی مسجد دیکھ لیا
اذان سن لے تو پھر قتال نہ کرو۔ دوسرے یہ کہ
مسجد محل صلاۃ اور مرکز عبادت ہے جہاں رحمت
الہی کا بیشمار ترشح ہوتا ہے۔ اور یہ مسجد اسی وجہ
سے کعبہ کے مشابہ ہو جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو پاک و صاف ہو کر
گھر سے فرض نماز کے لئے نکلتا ہے اس کا جاہز
ثواب عزم حاجی کے برابر ہے۔ (ماثور از رحمۃ اللہ
البانی ص ۱۶۲ ج ۱)

امادیث مذکورہ بالا کی روشنی میں دیکھیے
مسجد کی قدرو منزلت کس پر ایہ میں بیان فرمائی
گئی ہے۔ خرید و بیک کتاب الہی میں بھی صاف
لفظوں میں ان کی شرافت و عظمت و جبریت کا
اعلان کیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: **اِنَّ**
الْمَسْجِدَ لِلّٰهِ فَلِلّٰهِ عِلٰلَتُهُ عُلُوًّا مَّجْدًا

(سورۃ الحج) ترجمہ: مسجد اللہ ہی کی ہے پس
اللہ کے ساتھ کسی کو مست نہ پکارو۔ دیکھیے جناب
دنیا اور دنیا کی ساری مخلوقات اللہ تعالیٰ کے قبضہ
و قدرت میں ہیں اور سب کے سب اسی کی
قدرت سے خلقت و وجود سے ممتاز
ہیں۔ دنیا کا کوئی ذرہ ایسا نہیں جس کو کما جائے
کہ یہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ نہیں۔ یہی جس کو اللہ
تعالیٰ خود کو دے یہ میرا ہے اس کی قسمت کا
کیا کتنا اس کی عزت و جبریت اپنا ایک خاص
مقام حاصل کر لیتی ہے جو دوسرے کے حصہ میں نہیں
ہے۔ انہی میں یہ مقدس دربار بھی ہیں جس کو
بم مسجد کے مختصر لفظ سے تعبیر کرتے ہیں ان
کی نسبت رب العزت نے اپنی جانب فرمائی
ہے۔ اور ان کو اپنے ذکر کے لئے مخصوص فرمایا
ہے۔ ہمیں کسی بھی اور کی شرکت منظور نہیں۔
بالا شہد یہ نسبت دوسری ساری نسبتوں سے
بڑھ کر ہے اور اس نسبت سے جو شرافت
اور بزرگی حاصل ہوتی ہے وہ اور شرفوں سے
بالا تر ہے۔ پھر شخص کی مزید عزت اور اس
کی وقعت اور اہمیت کا زبردست مظاہرہ
ہے۔ شیخ عبدالغنی نایلی نے حلیۃ اللہ فی شرح
طریقہ محمدیہ میں بیان فرمایا ہے کہ زمین پر مساجد
ساکنان ملا ملائے کو اس طرح تاہاں و درشن
نظر آتی ہیں جس طرح زمین دلوں کو رات کے
وقت آسمان دنیا پر دستار سے چمکتے نظر آتے

الحمد لله وحده وكفى وسلاماً على

عبادہ الذین اصطفى۔ امامیچ

دربار آہی نبی مساجد کی عظمت اور ان
کا ادب و احترام۔
برادران اسلام!

دوسے زمین پر جو جگہ اللہ تعالیٰ کی نظر
میں سب سے پیاری اور سب سے بہتر ہے
وہ وہی گھر ہے جس کو ہم مسجد کے مختصر لفظ
سے تعبیر کرتے ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے
کہ ایک دفعہ ایک یہودی دربار رسالت میں
حاضر ہوا اور اس نے پوچھا کہ دنیا میں سب سے
بہتر جگہ کون سی ہے۔ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ
وسلم نے یہ سن کر سکوت فرمایا اور کہا میرا یہ
سکوت اور خاموشی روح الامیں کی آمد تک ہے۔

آپ ابھی اسی سال میں تھے کہ حضرت جبریل امین
تشریف لے آئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں
کہ میں نے وہ سوال ان پر پیش کر دیا۔ جبریل امین
نے عرض کی میرا علم اس سلسلہ میں آپ سے زیادہ

نہیں ہے ہاں پروردگار عالم سے معلوم کر کے بتا
سکتا ہوں۔ پھر خود ہی درجہ میں حضرت جبریل حاضر
ہو کر عرض کرنے لگے کہ اے اللہ کے پیارے

رسول! میں دربار انبندی میں حاضر ہوا اور اس
قدر تہیب ہوا جتنی قربت کبھی نہیں ہوئی تھی آپ
نے پوچھا وہ نزدیک کیسی تھی۔ روح الامیں نے

جواب دیا۔ میرے اور رب العزت کے درمیان
ستر ہزار فوری پردے عائل تھے۔ پھر حضرت خضر

دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے سوال کے
جواب میں فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دنیا کی

بہترین جگہ بازار ہیں اور اس کی بہترین جگہ مساجد
ہیں اور کما قال صلی اللہ علیہ وسلم مشکوٰۃ
المصابیح باب المساجد عن ابن حبان۔ دوسری

حدیث میں مسجد کو جنت کے باغوں سے تعبیر فرمایا
گیا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ
ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت

دل نشیں طریقہ سے فرمایا تم جب جنت کے باغوں
سے گذرو تو آسودہ ہو کر کھائی لو۔ صحابہ کرامؓ
نے دریافت فرمایا کہ جنت کے باغات کون سے

ہیں۔ ارشاد ہوا مساجد۔ پھر پوچھا کیا آسودہ ہو کر
وہاں کھانا کھو گے؟ ارشاد ہوا۔ سبحان اللہ
والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کا ورد کرنا۔

نہ پامال کر اپنی خودی خدا کے لئے

امین بنی گجلا خیر شیخو دلدار

نہ کرتا تو یوں زندگی خدا کے لئے جو تو ہے بندہ تو کر بندگی خدا کے لئے

ہیں آدمی کے لئے نعمتیں دو عالم کی

خدا کو چھوڑ کر غیروں سے کچھ طلب کرنا

نہ جھک تو بغیر کے آگے کہ وہ خدا تو نہیں

رو بہ نجات تو راہ کست بے سفت ہے

یہ دور عقل کلبہ یہ اگر ہے پس تو مجھے

ذلیل ہو گئے ہم کس لئے زمانے میں

ابن بھی تو سوچو کبھی خدا کے لئے

ذلیل ہو گئے ہم کس لئے زمانے میں

ابن بھی تو سوچو کبھی خدا کے لئے

بھی اسی میں ہے کہ دنیاوی باتوں سے پرہیز کیا جائے۔ ہاں پہنچ کر وہیں سب سے کھٹ کر اللہ تعالیٰ پر ہو اس آیت کے ضمن میں امام ابو یوسف صاحب راوی حکام القرآن ص ۴۰۴ ج ۳ میں تحریر فرماتے ہیں: ہذا بدل علیٰ اشدہ یحب تفرجہما من السوء الا مورا الذی مثل الیوم والشر وعلیٰ الصناعات والعمال والحدیث الذی لا ینال فیہ والفسخ وما جرد من بخارہ

ترجمہ: یہ آیت بتاتی ہے کہ مسجدوں کو دنیاوی کاموں سے پاک صاف رکھنا واجب ہے جیسے خرید و فروخت، دستکاری اور ایسی باتیں کرنا جو بے فائدہ ہیں اور اسی طرح نادانی کی باتیں کرنا وغیرہ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور پیش گوئی کے ارشاد فرمایا تھا کہ ایک زمانہ آئے گا کہ دنیا کی باتیں مسجدوں میں ہوں گے لیکن اسے پھر آپ نے تاکید فرمایا تھا کہ اس زمانہ میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے۔ ارشاد فرمایا تھا خلافتنا لیسلم فلیس للہ فیہم حلیۃ (مسئلہ ج ۱)

ترجمہ ان لوگوں میں جو مسجدوں میں دنیا کی باتیں کریں منہ بیٹھنا کیونکہ ان کی اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں۔

گویا دنیا کی باتیں خانہ خدا میں اس قدر مبغوض ہیں کہ اس بڑے خطرے کی آپ نے اپنی امت کو سینکڑوں سال پہلے اطلاع ہی ہے۔ اور پھر تاکید فرما دی کہ اس گاہ کے کام سے بچنا اور ہرگز اس کی پراٹ نہ کرنا۔

اس روایت کو پڑھ کر معلوم بھی ہوتا ہے کہ جس زمانہ کی بابت پیش گوئی کی گئی تھی شاید وہ ہمارا بھی زمانہ ہو۔ کیونکہ اس وقت اس دربار الہی اور جگہ رحمت ازیدی اور مقدس اور پرجلال دربار میں دنیا کی باتیں اور فضول اور لافنی اقوال، غلط باتیں اور شک و شبہ اور غلو و شغب کس طرح بے خوفی سے کئے جاتے ہیں جو کہ اشد نامناسب اور نازیبا بلکہ مذموم شرعی ہیں۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو متناوب بنائے اور اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق دے اور اپنی رحمت سے فائدہ آئیں۔

مسئلہ کی مزید تشریح روائع الراغبین علیہن شامی (ص ۴۵۵ ج ۱)

اور المحلی فیۃ السنیۃ شرح الطریقۃ المجدلیۃ ص ۲۱۰ ج دوم میں نہایت مفصل اور مکمل اور مدلل طور پر بیان کی گئی ہے۔ جن کو بخیر طراوت ترک کیا جاتا ہے۔

مفسرین علما نے کرم نے اس آیت کو کئے کے ضمن میں مسجد میں دنیا کی گفتگو کا مسئلہ کھول کر لکھا ہے اور اس کو واضح کیا ہے کہ یہ گھر اللہ تعالیٰ کی یاد اس کی تسبیح و تقدیس اور عبادت کے لئے مخصوص ہے۔ صاحب جمل لکھتے ہیں:-

المعنی اخذوا المساجد من کذا اللہ ولا تجعلوا الخیر اللہ فیہا لتصلیٰ ص ۴۱۲ ج ۴

یعنی یہ ہے کہ مسجدوں کو اللہ تعالیٰ کی یاد کے لئے مخصوص کر لو اور غبر کے لئے اس میں کوئی حصہ نہ بناؤ۔ اس سے واضح تجارت فقہیات احمدی (مؤلفہ حضرت علامہین استاد عالمگیر اورنگ زیبی) کی ہے۔ (الادعیۃ اظہار) محالستندل مبد علیٰ اشدہ لا یجوز فی المسجد التکلم بکلام الدنیا۔ ترجمہ: اس آیت کے ظاہر سے استدلال کیا گیا کہ مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا جائز نہیں ہے۔

قرآن پاک میں ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَفِیْ بَیْتِیْ اَذِیْنِ اللّٰہُ اَنْ تَرْفَعُ رُؤُوسَکُمْ فِیْہَا اَسْمَعُ۔ ان گھوٹیں جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہے کہ ان کی تعظیم کی جائے اور ان میں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے اس آیت میں اس طرٹ اشارہ کیا گیا ہے کہ مسجدوں میں صوف ذکر اللہ ہی کی قسم کی چیزیں ہونی چاہئیں۔ کیونکہ یہاں ہیبت سے مراد مساجد ہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ ان کی قدر و منزلت

پہنچاں اصل مساجد عام مقام کی طرح نہیں بلکہ ان کی قدر و منزلت بہت ہی بلند اور بالاتر ہے اسلام سے مساجد (دربار الہی) کی امتیازی پوزیشن کو قائم رکھتے ہوئے یہیں چند آداب سکھائے ہیں، جن کا عمل میں لانا انہیں ضروری ہے۔ مثلاً مسجد میں جہاں باطنیان جملہ کار کئے جاتے ہیں نہ نمازیوں کی گردن پچاندی جائے اور نہ جگہ کے لئے شور و ہنگام کیا جائے نہ صفت میں گھس کر جہاں جگہ نہ ہو مصلیٰ کو تکلیف دینے کی کوشش کی جائے۔ نہ نماز پڑھنے والوں کے آگے سے گذرنے کی پراٹ کی جائے، نہ انگلی وغیرہ پٹائی جائے، کیونکہ اس کی مخالفت آئی ہے محض ہر کہ ایسی حرکت ہے جو خلاف ادب ہو اور شریعت کی نگاہ میں ناپسندیدہ ہو بھلا کیا جائے۔ موقع ہوتو ذکر و تہلیل اور فرائض میں وقت گزاریں ورنہ خاموش ادب سے بیٹھے رہیں۔ مانعہ از عالمگیری ص ۲۱۵ ج ۱۶

آداب مسجد سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ اس میں دنیا کی باتیں کرنے سے احتراز کیا جائے وہ باتیں خواہ جائز ہوں یا ناجائز۔ اس زمانہ میں اکثر و بیشتر نامازی (حاضرین دربار الہی) اس میں مبتلا ہیں۔ اس لیے قدرے تفصیل کے ساتھ اس مسئلہ کو بیان کیا جاتا ہے یہ اس قدر اہم مسئلہ ہے کہ قرآن مجید نے اپنے معجزانہ پیرایہ میں اسے بیان کیا ہے۔ ارشاد باری ہے: اَنْتَ الْمُسْلِمُ الَّذِیْ لَا تَلْعَنُ عَمَّا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا (یونس ۱۲)

غنیۃ الطالبین

مترجم۔

ادبی قیمت میں

حسن سبحانی سیدنا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی

کی شہرہ آفاق کتاب۔

غنیۃ الطالبین مع فتوح الغیب مترجم

سکری، اردو۔

دو جلدوں میں، کل، درجہ اولیٰ میں اصل قیمت ۲۰ روپے

مرتبہ دو ماہ کے لئے رعایتی قیمت ۱۲ روپے۔

محصول ڈاک مارپے

پیشہ سے بھیج کر صحت طلب کیجیے

شیخ محمد عمران آرٹسٹری میڈان

بندس روڈ کراچی۔ فون نمبر ۵۳۷۸۹

ابن ماجہ شریف

آدھی قیمت میں

حدیث کی مشہور و معروف کتاب

سنن ابن ماجہ شریف مترجم اردو کلام

۱۲ روپے۔ رعایتی دو ماہ کے لئے ۶ روپے۔

محصول ڈاک ایک روپیہ کل

۶ روپے پیشگی بھیج کر آج ہی طلب فرمائیے۔

مولانا قاری عبد الغفار

امام مسجد

آرٹسٹری میڈان، بندس روڈ کراچی

فون نمبر ۵۳۷۸۹

تم قیامت کے دن فلاح پاسکو۔
اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ تم سب
کو کثرت سے یاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔
ہماری مشکلات کو دور فرمائے اور گناہ معاف
فرمائے۔ اور ہم سب کا خاتمہ ایمان کامل پر فزوا
کر قبر رحمت کا باغ بنائے (آمین)

مرثیہ عربی

شیخ المشائخ قلب الاقطاب حضرت مولانا
عبدالغفار رائے پدري رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت پر
مولانا عبدالغفار صاحب دہلوی کا مرثیہ عربی جو درج
السطح اشعار پر مشتمل ہے ممد اور ترجمہ آئندہ صفحات
میں ملاحظہ فرمائیں۔ کتابت کے فرائض تک کے نامور
خوش نویس اور حضرت اقدس رائے پدري کی تحلیف
محاسبہ خانہ حسین صاحب نقیسی ششم انجام دے
رہے ہیں۔ (۱۵-۱۸)

مدرسہ عربیہ خزن العلوم خانبہو کے

جلسہ کا جہزی التوا

مولانا عاشق رسول صاحب نام مدرسہ عربیہ
خزن العلوم خانبہو ضلع راجہ پور میں نے زیر فون اطلاع
دی ہے کہ مدرسہ خزن العلوم کے اجلاس ۱۲/۱۳
اوسم (۱۸ ستمبر) کو منعقد ہوئے تھے وہ ضلع راجہ پور
میں دفعہ چہارم کے انعقاد کے باعث ملتوی کر دیئے
گئے ہیں۔

مدرسہ کے انتظامیہ کے حکام ضلع سے مل کر
اجلاس منعقد کرنے کے لئے اجازت حاصل کرنے
کی پریز کووشش کی لیکن حکام ضلع نے اجازت دینے
سے صاف انکار کر دیا۔ سالانہ اجلاس کے لئے
پھر کوئی تاریخ مقرر کی جائے گی۔ اب آپ مطلع
کریں

حافظ طالب حق بیڈلر ہیڈ منت دودہ پور اسلام آباد

شیخ عیسیٰ احمد

پروفیسر انٹرنیشنل یونیورسٹی آف ایڈمنسٹریشنل سٹڈیز

انڈین شہر انڈیا لکھنؤ

ہمارے ہاں شیخ عیسیٰ احمد، فیاضی اور بارڈر اور ایڈیٹر
کاہرم کا سلمان بازار سے بارعامت مل سکتا ہے۔

ناؤ مندرجہ ذیل حضرت ابی رحمہ اللہ اور ان کے والدین
آئندہ شمارت میں ان کے نام درج کر دیئے جائیں گے

بقیہ مجلس ذکر

علائے حق، بزرگین دین کو کافر، بے دین، دہائی
بے ایمان کہہ کر بھڑا جا رہا ہے۔ لاہور میں کئی
مسجدوں میں امام سے اقرار لیا گیا کہ گو شاہ
امینیل شہید اور مولانا اشرف علی تھانوی کا فر
میں دلوں کا شفا۔ ذرا خوف خدا نہیں کر پاؤں
تریں ہمیں جو جنہوں نے اسلام کی بے انتہا
خدمت کی کا فر کہتے ہیں۔
حضرت شاہ امینیل شہید وہ بزرگ تھے
کہ جہاں تقریر کی جہاں کفر کا خاتمہ ہو گیا۔ انہوں
نے مسلمانوں کو شرک و بدعت کے گم سے
نکال کر راہ سنت پر گھٹایا۔ حضرت تھانوی نے
آج کے دور میں اسلام کی بے انتہا خدمت کی
ہے۔ ان کے اصلاحی وظائف تک چھپ رہے
ہیں اور لوگ لاگوں کی تعداد میں ان کی
تحریکات سے متاثر ہوتے ہوئے ہدایت کے
چشمہ سے سرفراز ہوئے۔

یہ لوگ اپنے حال کی فکر کرتے ہیں کہ ہمارا
کیا ہے گا۔ خود دیے نماز، ایسے دین، نماز، چور،
زانی، شرابی اور بدعتیہ ہوتے ہیں لیکن ان
نیک اور بزرگ ترین ہستیوں کو گالیاں نکالتے
ہیں جنہوں نے عقولہ و السلام نے پیچ فرمایا
ہے کہ یہود و نصاریٰ کے قتل قدم پر چلے
وہ بے بھی میری امت میں پیلا ہوں گے۔
ہمارے حضرت نے بھی کسی باطل فریق کا
نام نہیں لیا۔ سوائے حضرت کی تبلیغ کرتے رہے۔
کبھی کسی فرقے کے بزرگوں اور علما کو کالی
نہیں نکالی۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ اپنے
ایمان کی فکر کرو۔ کیونکہ آج کی قبریں صبح
سلامت ایمان لے جاتے ہیں حد مشکل ہو سکتا ہے
اور اپنے محبوب کی طرف نظر کرو اور اسی کو
دور کرنے کی کوشش کرو۔ سچ بزرگان دین
نے شیطان کو جوئے نگاہے اور اللہ تعالیٰ کی
ذات کو خوش کیا اور قرآن و حدیث کی تبلیغ

کی۔ اگرچہ سے جہاد کیا۔ ان میں تم کو بڑی نظر
نہ آئی اور یہ شرابی سینا دیکھتے دالے، تم
ٹوٹے دالے، بے نماز ان میں تم کو اچھا
نظر آتی ہے۔ کچھ شرم کرو حیا کرو۔ اللہ
تعالیٰ کو جان دینی ہے۔ کیوں اپنے پاؤں پر
خود گھما کر چلا رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ کو یاد
کرو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم
پر چلو۔ رسالت، بدعتات کو اچھ کر دو تاکہ

شخص نے اپنے ایمان کو درست کر لیا اور اپنی
توحید کو خاص بنا لیا تو ایسا شخص کبھی بھی بدعتیہ
کے ساتھ مانوس نہیں ہو سکتا اور نہ ان کی مجلس
میں بیٹھا پسند کرتا ہے، نہ ایک ساتھ کھانا پینا
پسند کرتا ہے بلکہ اپنی طرف اگر ایک جی میں
عداوت کا اظہار کرتا ہے اور جس شخص نے اپنی
برعت کے ساتھ ملاہمت اختیار کی تو اللہ
تعالیٰ اس سے ایمان کی عداوت سلک کر
لیتا ہے اور جو بدعتیہ کے ساتھ دوستی کرتا
ہے اللہ تعالیٰ کفر ایمان اس کے دل سے چھین
لیتا ہے (امامنا اللہ عزوجل ایک شخص کے کما کر
آپ مجھے حیات کریں۔ فرمایا تمہاری نماز صلی چار
باقول میں ہے۔ بے خوابی، تنہائی، کھانا اور
خاموشی اختیار کرنا۔ آپ نے فرمایا کہ سونے وہ
ہوتا ہے جو بدعت سے پاک ہو اور فکر
سے پر ہو اور قرب خداوندی میں انسانوں سے
الگ اور متعلق ہو اور اس کی نگاہ میں خاک و
نہ کیسا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تصوف نام
سے کہ کھانے کا اور اللہ تعالیٰ سے انس پکڑنے
اور لوگوں سے دور بھاگنے کا۔ آپ نے فرمایا کہ جو
وہد ایسا ہو کہ جس کے گواہ کتاب اور سنت
نہ ہوں وہ باطل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے
اصل چھ ہیں کتاب اللہ سے تسک، سنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء، اکل حلال
اپنے آپ کو ایذا رسانی اور کسی شخص کی کیفیت
پچھانے سے بچنا۔ خواہ وہ کلیف دیتا ہے۔
منہی سے دور رہنا اور حقوق کی ادائیگی میں
صلہ کرنا۔ نیز آپ نے فرمایا کہ ہمارے مذہب
کے اصول ہیں دو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی اقتداء، قرآن و احکام میں اکل حلال،
احکام میں عمل میں۔ نیز فرمایا کہ وہ چیزیں انسان کو
ہلاک کرنے والی ہیں۔ ایک طلب عزت اور
دوسری خوف درمیشی خوف فقیر جس شخص کو دل
خاموش ہوگا شیطان اس کے گرد نہیں گھومتا۔ فرمایا
کہ کوئی حجاب دہی سے زیادہ کاٹھا دیکھنا نہیں
اور کوئی راہ نہیں جو اللہ تعالیٰ سے زیادہ قریب
ہو جو نسبت عاجزی اور خضوعی کے۔ آپ نے فرمایا
کہ اللہ تعالیٰ کے برائے ہمارے لئے عظمت ہیں
اور ان تمام عظمت میں سے سب سے بڑا
عظیہ یہ ہے کہ وہ ہمارے دل میں اپنی یاد
کا احکام کر دے اور فرمایا کہ کوئی گناہ و عصیت
حق تعالیٰ کو فراموش کر دینے سے زیادہ نہیں۔
اور فرمایا کہ جس دل میں ٹکڑے ہو، خوف و دعا اس
دل میں جگہ نہیں پکڑتے اور خوف کا مطلب
منہی سے دور رہنا اور رجاء کا مطلب ادا
ادام میں سبقت کرنا۔ فرمایا جس شخص کا نفس
اس کا مالک ہو جائے وہ شخص ذلیل ہوتا ہے۔
(باقی ملے)

حکیم شفیق محمد الدین

پس روزہ زندگی



تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب (قرآن مجید) اپنے
آخری پیغمبر حضرت سیدنا خاتم النبیین محمد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی۔
(۱) وَهَذَا كِتَابُنَا أَنْزَلْنَاهُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَوَاتَمًا
وَأَتَقُوا لِحُكْمِكُمْ يَحْمِلُونَهُ (۱۱۵۵) (۱۱۵۵ آیت ۵۵)
ترجمہ: یہ برکت والی کتاب ہم نے
اناری سے سوا اس کا اتباع کرو اور ڈرو۔
تا کہ تم پر ہم کیا جانے۔

(۱۲) كِتَابُ أَنْزَلْنَاهُ الْإِنشَاءَ فَلَا يَكُنْ فِي صُدُوقٍ
حَدَّثَ بِشَيْءٍ لِيُخْذَ بِهِمْ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ
إِنشَاءً مَّا أَزَلَّ إِلَيْكَ مِنْ شَيْءٍ وَلَا
تَنْتَعِزُوا مِنْ ذُمِّيَةٍ أَهْلِيًّا أَمْ تَكُونُونَ أَهْلًا
مَنْعَةً لَكُمْ (۱۱۵۶) (۱۱۵۶ آیت ۵۶)

ترجمہ: یہ کتاب تیری ملت بھیجی گئی ہے
تاکہ اس کے ذریعہ سے ڈرائے اور اس
سے تیرے دل میں تلخی نہ رہی جاوے۔
اور یہ ایمان والوں کے لئے نصیحت ہے
جو پھر تمہارے رب کی طرف سے تم پر
اترا ہے اس کا اتباع کرو۔ اور اللہ
کو چھوڑ کر دوسرے دوستوں کی تابعداری
نہ کرو تم لوگ بہت ہی کم نصیحت
مانتے ہو۔

اتباع قرآن

لہذا قرآن کریم اور اس کی عملی شرح حدیث
شریف کا اتباع ہماری فزوللاح کے لئے
عین فرض ہے۔

فَلَا تَطِغُوا لِلَّهِ الْكِبْرَ الْكَبِيرَ
فَإِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُوا
رِاسَتَهُ (۱۱۵۷) (۱۱۵۷ آیت ۵۷)

ترجمہ: کہہ دو اللہ اور اس کے رسول کی
فرمانبرداری کرو۔ پھر اگر وہ منہ مڑیں تو
اللہ کا اطاعت کرو دوست نہیں رکھنا۔

اطیعوا اللہ سے مراد قرآن شریف کا اتباع
ہے۔ اور اطیعوا الرسول سے مراد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل نمونہ کا اتباع کرو
تب تمہیں یقین رسول سمجھا جائے گا آئندہ آیات
میں تاریخ سے شہادت پیش کر کے پیغمبر
بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا فرمان

انسان کو اللہ نے پیدا کیا۔
كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنْتُمْ أَصْغَارًا
فَاصْبِرُوا لِحُكْمِ اللَّهِ سَيَكُنْ صَدَقَاتُكُمْ
لَهُمْ (۱۱۵۸) (۱۱۵۸ آیت ۵۸)
ترجمہ: تم اللہ کا کہیں کر انکار کر سکتے
ہو۔ حالانکہ تم بچے ہی تھے۔ پھر تمہیں
نذرہ کیا۔ پھر تمہیں بارے کا پھر نہیں
قدہ کرے گا۔ پھر تم اسی کے پاس
وٹ کر جاؤ گے

(عاشق حضرت شیخ ابند مرزا محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ)
سینے قبروں سے لعل کر اللہ کے روبرو صاحب
کتاب کے واسطے طے کئے جاؤ گے سو
اب انصاف کرو کہ جب تم اول سے آخر تک
اللہ تعالیٰ کے احسانات کے مزہ لو۔ اور ہر
حالت اور محبت میں اس کے محتاج اور اس
کے متوق ہو۔ پھر اس پر بھی کفر کرنا اور اس
کی نافرمانی کرنا کس قدر تعجب خیز امر ہے۔

مقصود زندگی

یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر بہت بڑا
احسان ہے کہ اس نے انہیں مقصد زندگی سے
آگاہ فرمایا۔

(۱) وَمَا خَلَقْتُ الْإِنسَانَ إِلَّا لِيَعْبُدَنِ
(الذاریت۔ آیت ۵۶)

ترجمہ: اور میں نے نہن اور انسانوں
کو جہ بنایا ہے تو صرف اپنی نیکی کے
لئے۔

(۲) تَبَارَكَ الَّذِي يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَهْدِي
مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ
وَالْحَيُّ لَا يَمُوتُ أَلَمْ يَكُنْ عَسْكَرًا
وَهُوَ الْعَزِيزُ الْمُغْتَبَرُ

ترجمہ: وہ ذات بابرکت ہے جس
کے ہاتھ میں سب حکمت ہے۔ اور
ہر چیز پر قادر ہے جس نے موت اور
زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے
کہ تم میں کس کے کام اچھے ہیں اور
وہ غالب بننے والا ہے۔
آخری کتاب حکمانا زلی فرموانا
نیز سب انسانوں کی رہنمائی کے لئے اللہ

کی خلافت و زری کرنے والوں کی مدد نہیں کی۔
(حضرت شیخ الشیخ مولانا احمد علی)

موت کا آنا

یاد رہے کہ ہر کس کو مر کر اللہ تعالیٰ
کے پاس جانا ہے۔

(۱) كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ
وَمَا نُخَالِفُ بِمَا نَعْتَمِدُ (الحکمت۔ آیت ۵)

ترجمہ: ہر جاندار موت کا مزہ کھائے
والا ہے۔ پھر جسے وہی پاس پھر کر
آؤ گے۔

(۲) فَطَرْنَا سَنَاقَهُ فَجَاءَ بِنَافِثَةٍ
(عن۔ آیت ۲۱)

ترجمہ: پھر اس کو موت دی۔ پھر
اس کو قبر میں رکھ دیا۔

(۳) ثُمَّ رَجَعْنَاهُ إِلَى بَنَانٍ
(المومن۔ آیت ۱۵)

ترجمہ: پھر تم اس کے بعد مرنے والے
ہو۔

قیامت کا آنا

پھر قیامت قائم ہوگی اور تم قبر سے
اٹھائے جاؤ گے۔

(۱) أَفَلَا تَذَكَّرُونَ أَفَلَا تَعْلَمُونَ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَلَمْ يَكُنْ فِيكُمْ
مَنْ يَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ
مَنْ يَشَاءُ (النساء۔ آیت ۵۶)

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس کے سوا کسی
کی بندگی نہیں۔ بے شک قیامت
کے دن تم سب کو جہ کرے گا۔
اس میں کوئی شک نہیں اور اللہ
سے بڑھ کر کس کی بات سچی ہو
سکتی ہے

(۲) ثُمَّ رَجَعْنَاهُ إِلَى بَنَانٍ
(المومن۔ آیت ۱۶)

ترجمہ: پھر تم قیامت کے دن اٹھائے
جاؤ گے۔

(۳) وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا
وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ يَشَاءُ
ترجمہ: اور بے شک قیامت آئے

والی ہے۔ جس میں کوئی شک نہیں
اور بے شک اللہ قبروں والوں کو
دوبارہ اٹھائے گا (باقی آئندہ)

اعلان

جان شیعہ شیخ حضرت مولانا عبد اللہ فرید اللہ
۱۵ اکتوبر بروز جمعہ گیلانی کے مبارک ہیں۔
(احباب مبلغ سید (ذات غیبی نور))

علیہ نے اس کے حاشیہ میں تحریر فرمایا ہے:

”تقویٰ، انحصار، بحبل اللہ، اتحاد، اتفاق، قوی زندگی، اسلامی مراعات، یہ سب چیزیں اُس وقت باقی رہ سکتی ہیں جبکہ مسلمانوں میں ایک جماعت خاص دعوت و ارشاد کے لئے قائم رہے۔ اس کا وظیفہ یہی ہو کہ اپنے قول و فعل سے دنیا کو قرآن و سنت کی طرف بلائے اور جب لوگوں کو اپنے کاموں میں سست یا باریکیوں میں مبتلا دیکھے اُس وقت بحالی کی طرف متوجہ کرنے اور بُرائی سے روکنے میں اپنے مفہور موافق کو تابی نہ کرے۔ ظاہر ہے کہ یہ کام وہ ہی حضرات کر سکتے ہیں جو دعوت و فکر کا علم رکھنے اور قرآن و سنت سے باہر ہونے کے ساتھ ذی ہوش اور موقع شناس ہوں۔ ورنہ بہت ممکن ہے کہ ایک جاہل آدمی دعوت کو منکرا یا منکر کو دعوت خیال کر کے بجائے اصلاح کے سارا نظام ہی مختل کر دے یا ایک منکر اصلاح کا ایسا طریقہ اختیار کرے جو اس سے بھی زیادہ مشکلات کے حدوث کا موجب ہو جائے۔ (مسبکہ) آج کل بعض مدعی مصلحت نہ داغت ہیں، یا زنی کی جگہ سخی اور سخی کے موقع پر نرمی برتنے لگے۔ شاید اسی لئے مسلمانوں سے ایک مخصوص جماعت کو اس منصب پر مامور کیا گیا جو ہر طرح کی اہل ہر حدیث میں ہے کہ جب لوگ مشکلات میں پھنس جاتیں اور کوئی روکنے والا نہ ہو عام مذهب آنے کا خدشہ ہے۔“

فرقہ بندی

مذکورہ جماعت کے وجود اور قیام کی اہمیت واضح ہوجانے کے بعد کہ ہر دعوت الی الخیر، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرائض انجام دے، کفار و معاندین کی شرور و بغاوت سے مسلمانوں کو بچائے سچے اور مجلس مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس جماعت میں شامل ہوں، اس کی تقدیر کا باعث بنیں۔ اور آخرت میں مسلمانوں اور فرقہ بندی سے بچیں۔

نیز یہود و نصاریٰ کا طریقہ اختیار کریں کہ جو خدا تعالیٰ کے صاف احکام پہنچنے کے بعد توہم پرستی اور حرص و ہوا کی پیروی کر کے شریعت کے اصولوں میں مشرق اور فروع میں مختلف ہو گئے۔ آخر فرقہ بندیوں نے ان کے مذہب و وقیت کو تباہ و برباد کر ڈالا اور آسمانی بیباک اور ہر لک نفاق

سے انہیں دوچار ہونا پڑا۔

محترم حضرت! جب اللہ کی طرف سے سچائی اور راست باری کی راہ صاف و صریح طریقے سے روشن کر دی جاتی ہے اور بعض حیثیت غفلت اور فتنہ پسند لوگ دنیا پرستی، لالچ اور نفسانی خواہشات کی پیروی میں مذہب میں رہنے ڈالنے لگتے ہیں۔ تو قرم کی اجتماعی قوت کمزور ہوجاتی ہے، مذہب پھیلنے نہیں پاتا۔ آپس میں ایک گروہ دوسرے گروہ کو ختم کرنے کی سازشیں کرنے لگتا ہے اور اس غصہ قوی اور مذہبی لحاظ سے ان کی آزادی ہی نہیں بلکہ ان کا قومی وجود ہی صغیر ہستی سے مٹ جاتا ہے۔

افسوس ہے کہ آج مسلمان بھی بہت سے فرقوں میں تقسیم ہو گئے ہیں۔ شریعت اسلامیہ کے صاف و صریح اور مستقیم و حکم اصولوں سے الگ ہو کر اور ان میں اختلاف ڈال کر اس مذہب کے نیچے آتے ہوئے ہیں اور اپنے لئے تباہی کا سالن فراہم کر رہے ہیں۔ تاہم اللہ کا شکر ہے کہ اس طوفان بدبینی میں اور شرارتی کے باوجود اللہ اور رسول کے وعدہ کے موافق مسلمانوں میں ایسی مجلس اور ایک فطرت جماعتیں موجود ہیں جو خدا کی رسی کو تھامے ہوئے صانعا علیہ دھابھی کے مسک پر قائم ہیں اور تا قیام قیامت قائم رہیں گی۔ باقی فرقہ بندی اختلافات پر مبنی رضی اللہ عنہم اور اللہ مجتہدین میں ہوئے ہیں۔ اُن کو حرص و ہوا اور خواہشات نفسانی کے نتیجے میں پیدا شدہ موجودہ اختلافات سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ فہم و استنباط مسائل و طرق استدلال و اجتہاد میں صحیحہ کرام مختلف نہ ہو کہ جماعت ندی، حُریت اور فرقہ بندی نہ تھی۔ اللہ اور رسول کے آگے سب کی گردنیں جھکی ہوئی تھیں اور ہر شخص اپنی رائے کو کتاب و سنت پر عرض کرتا تھا۔ ان کا اختلاف فقط رحمت تھا جس سے شریعت کے حقائق اچھے اور اس کا ہر گوشہ نمایاں ہوا۔

گھائے رنگ رنگ سے ہے زینت چمن
لے دوق اتر جہاں کو ہے نیب و نواخت
ان کا اختلاف وہ اختلاف نہ تھا جو درمیان ایک غلاب الہی ہے اور جس کی نصیحت امت مرحومہ کو وحیت کی گنجی تھی۔
لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَلَفُوا وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ
مَلَكًا هَٰؤُلَاءِ لَیْسَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

اللہ تعالیٰ کل شانہ باری و مدبر رائے اور ہمیں اثبات و انتشار کی نعمت سے نجات دے اس دور میں جب کہ اقوام غیر یکساں کٹھنے سے ہیں ہو کر اسلام کے مقابلے میں صف آرا ہیں، خود مسلمانوں میں مغرب زدہ طبقہ اسلامی اقتدار کا مذاق اڑانے میں فخر محسوس کرتا ہے۔ اسلامی شعائر کی گرفت سے لوگ آزاد ہو رہے جارہے ہیں۔ بگاڑ کی طاقتیں سر اٹھ رہی ہیں اور اسلامی شہاد کی گرفت سے لوگ آزاد ہو رہے جارہے ہیں۔ تقویٰ، انحصار، بحبل اللہ اور اتحاد بین المسلمین کی اشد ضرورت ہے۔ اللہ عزوجل ہماری دستگیری فرمائے اور تمام مسلمان فرقہ بندیوں کو چھوڑ کر صانع اہل سنت و احبابی کے مسک یعنی صحیح مسک اہل سنت و الجماعت پر عمل پیرا ہوں۔ (آمین)

بچیں۔ صالح اسلام

کہ حالات سے عمدہ برآ ہونے کی سوجھ بوجھ دے، جماعتوں سے اُن کا اتفاق ہو وہ دوسرے سربراہان مالک عربہ سے اپنے اختلافات کی علیج کو پہنچنے کی سعی فرمائیں اور اسلامی اتحاد کے دائمی بن کر عظمت اسلام کا پھیرا فشنے عالم میں لاروی۔ لیکن ہمیں اس نیک اور پُر خلوص خواہش کے باوجود اس سے کہ کہیں اصلاح احوال سے پہلے ہی سعودی عرب بھی کسی انقلاب کا شکار نہ ہو جائے۔ اور بات ہمارے لئے انتہائی صدمہ کا باعث ہوگی۔ کیونکہ وہ مرکز اسلام ہے۔

ہم پُر خلوص دعا کرتے ہیں اور نامہ المسلمین سے بھی اس کے خواہاں ہیں کہ وہ اپنے خاص اوقات میں بارگاہ اندری میں سر بہ سجود ہو کر دعا کریں کہ اللہ عزوجل مسلمانوں کو اس پریشانی اور ابتلا سے نجات دے اور مالک اسلامیہ متحد ہو کر دین خداوندی کا جھنڈا بلند کریں۔ اللہ ہم سب کا عالمی و نامہ ہو۔

اِس دعا اِزما و از جملہ حسن آئین باد

بقیہ۔ حضرت سہیل ابن عبداللہ سستری

فرمایا درج ذیل کی ابتلا ہے اور زہد توکل کی ابتداء اور توکل عارف کا پہلا درجہ ہے اور معرفت قاعدت کی ابتداء ہے اور قاعدت ترک شروات کا نام ہے اور یہ مقام ضلک ابتداء ہے۔ اور رضا و موافقت ہے، یعنی ہر بات میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو مقدم رکھے،

پیش کشا صفحہ

سپلا راعظم حضرت لدر بن لید

عبداللہ بن علی

آئے کئے بعد تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جبروت تمام گزشتہ بدکوائیوں اور جرموں کو حریف غلطی کی طرح مٹا دیتی ہے :

اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت خالدؓ نے جو انفرادی دشمنیت کے بے مثال گواہ تھے نمایاں سرانجام دیئے۔ عہد صلح کے عہد مبارک کی فتوحات کا سہرا تو قصداً آپ کے سر ہے۔ یہاں پر آپ کی خدا دار شہادت کا ایک واقعہ عرض کئے دیتا ہوں :

جنگ یرموک میں مسلمان فوج کی تعداد تقریباً تیس ہزار تھی اور رومی سپاہ کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی تھی جب مسلمان سالاروں نے حضرت ابو بکرؓ خلیفہ اولؓ کو رومی فوج کی کثرت تعداد کی اطلاع دی تو انہوں نے حضرت خالدؓ کو عراق سے شام پہنچنے کا حکم دیا یہ حکم پاتے ہی حضرت خالدؓ اپنی فوج کا کچھ حصہ لے کر دمشق اور بے آب و گیاہ ریگستانوں کو بڑی رفتاری سے لے کر تھے شام میں جا پہنچے۔ راہ کی قلعیت اور مشکلات کوئی بجز بھی آئے نہ آسکی۔ یہ وسیع و عریض ریگستان یہاں پانی اور سبزہ نام کو نہیں ایسے وحشت ناک اور خوفناک جگہ کہ بڑے سے بڑا نذر اور جان پر کھیل جانے والا انسان بھی ان مقامات سے گزرتے ہوئے گھبراہٹ ہے لیکن خالدؓ کی فوق الفطرت شخصیت کے سامنے یہ ریگستان اور صحرا گروہ راہ جو کہ رہ گئے۔

اتفاق ظہر جو کہ ہیں دلی حضرت خالدؓ مقام یرموک میں پہنچے اسی دلی رومی سپہ سالار باذان بھی پہنچ گیا۔ رومیوں کو باذان پر بڑا ناز تھا۔ ویسے ہی ظاہری اعتبار سے رومی فوج ہر لحاظ سے اسلامی فوج پر فوقیت رکھتی تھی۔ لیکن مصنوعی اعتبار سے مسلمانوں کو پیش پر فوقیت حاصل تھی کیونکہ مسلمان جوئی ایمان اور شوق شہادت کے لیے ہوتے پر میدان جنگ میں آتے تھے مادی ذرائع پر مجبور نہ اور تنہا کرنے کے لیے بجائے اُن کو روحانی قوت پر ابھار دیا اور دوشن خدا دار اسی لیے ان کو فتح نصیب ہوئی۔



کی پیروی کرے ؟

ابو بکرؓ کے بیٹے عکرمہؓ جو ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے اور جنہوں نے بعد ازاں اسلام لے کر اسلام کی بڑی خدمت کی) تقریر مسکھر حیران و ششدر رہ گئے اور بے : اسے خالدؓ اتری عقل و دانش کو کیا ہوا : آپؓ نے جواب دیا : کچھ نہیں ہوا (البتہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے) عکرمہؓ :

نے خالدؓ کو اس ارادے سے باز رکھنے کی ہر چند کوشش کی اور آپؓ کے آباؤ اجداد کا واسطہ دے کر جوش دلایا خاندانی عصیت اور قریش کی سوت کا نام لے کر آپؓ کے عذاب کو ابھارتا پایا۔ لیکن خالدؓ نے ایک ہی جواب دیا کہ یہ سب بائیں زمانہ جاہلیت کی ہیں۔ اب شد و ہدایت اور حق و صداقت واضح ہو چکا ہے۔ جاہلیت کی عصیت و محبت مستحکم ہو چکی ہے اور میں مسلمان ہو چکا ہوں :

حضرت خالدؓ دینے جانے کے لیے گھر سے نکلے، راستے میں حضرت عمرو بن العاصؓ سے ملاقات ہو گئی، عٹو نے پوچھا :

ابو سیمان (خالدؓ کی کنیت تھی) کہاں کا ارادہ ہے ؟

حضرت خالدؓ بولے : حق و صداقت کی راہ واضح ہو چکی ہے۔ حضرت محمدؐ سے اللہ علیہ وسلم خدا کے نبی ہیں میں مسلمان ہونے جا رہا ہوں :

عمرو بن العاصؓ کہنے لگے : میں بھی اسلام قبول کرنے کی عزت سے نکلا ہوں : دونوں ساتھی حضرت رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت خالدؓ آگے بڑھ کر آپؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے مسلمان ہو گئے پھر حضرت عکرمہؓ آگے بڑھے اور عرض کیا :

یا رسول اللہؐ : میں اس شرط پر آپؐ کی بیعت کرتا ہوں کہ آپؐ میرے گزشتہ گناہوں اور بد اعمالیوں پر بخیر بخشش فرمائیں۔

آپؐ نے فرمایا : اسے عفو ! اسلام لے

فتح شہادتے، مجاہد اسلام حضرت خالدؓ وید کا شمار دنیا کے عظیم ترین سپہ سالاروں میں ہوتا ہے۔ عہد صدیقی کے سپہ سالاروں میں سے آپؓ نے سب سے زیادہ نام پیدا کیا، آپؓ نے کھنڈ مشق، بجز تھک اور ماہر فزنی جنگ سپہ سالار تھے :

آپؓ کا خاندان بنو مخزوم، بڑا دولت مند اور بہادر قبیلہ تھا۔ عرب کے دیگر قبائل کی طرح بنو مخزوم کے سرداروں میں بھی سیاسی اقتدار اور عسکری قیادت کا جذبہ بہت نمایاں تھا خالدؓ کا باپ بڑا دولت مند تھا (آپؓ کے باپ کا نام ولید بن مغیرہ تھا، اور ایک غلات کسب تیار کر کے کسب پر مصلحتا تھا۔ آپؓ کا ایک چچا ہشام جنگ غار میں بنو مخزوم کا سپہ سالار تھا اور اس کی وفات کے علم میں تین سال تک کے میں نہ کوئی میلہ ہوا اور نہ کوئی بازار لگا۔ آپؓ کا دوسرا چچا فاکہ بن مغیرہ سارے عرب میں سخی مشہور تھا، اس نے لنگر کھول رکھا تھا وہاں ہر شخص بغیر اجازت کے کھانا کھا سکتا تھا۔ آپؓ کا تیسرا چچا ابو حذیفہ تھا یہ وہی سردار تھا جس نے نبی اکرمؐ سے اللہ علیہ وسلم کی چادر کا ایک گوشہ پلا کر حجر اسود کو اٹھایا تھا۔ مختصر یہ کہ خالدؓ کا خاندان بڑا نامور اور بہادر تھا آپؓ صلح حدیبیہ کے بعد مشرکین مکہ کے بھن بھن بڑے لوگوں کو مسلمانوں سے میل جول کا موقع ملا اور وہ مشکلوں کے بلند افلاق اور پاکیزہ زندگی سے بے حد متاثر ہوئے ایک دن خالدؓ بن ولیدؓ نے قریش کے اجتماع میں کھڑے ہو کر یہ تقریر کی :-

”ہر عقل مند انسان کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت محمدؐ سے اللہ علیہ وسلم کو تو شاعر ہیں نہ خدا گو، آپؐ کا کلام، کلام خداوندی ہے۔ ہر پرمشدد اور سمجھ دار آدمی کا فرض ہے کہ آپؐ

